ماہنامہ

# مُجلہ الحقیقہ

(پاکستان)

## اداریہ

"پاک فوج کا کوئی ہم پلہ نہیں"

سرپرست اعلیٰ کے قلم سے

عید مبارک



# لبیک اللھم لبیک

سیدنا حضرت عمر فاروق

سیدنا حضرت عثمان غنی

درس حدیث ◈ ہر لحظہ نیا طور

درس قرآن ◈ ہر لمحہ ملا نور

## توحید اور محبوبان خدا کے کمالات

پروفیسر محمد حسین

## عید الاضحیٰ اور قربانی کے فضائل و مسائل

محمود احمد رضوی

## مناظرِ علمِ غیب

ایمان افروز مباحثہ

فروری 2003

## حمدِ ربِّ کریم جل شانہٗ

تجھے ہر حمد شیاں ، مالک عرش علیٰ تو ہے
ملیک ملک ہستی ، خالق ارض و سما تو ہے
زمانے بھر میں کوئی تیرا ہمسر ہو نہیں سکتا
کہ سب مقدور ہیں اور مالک قدر و قضا تو ہے
سوا تیرے کسے چاہیں، کسے ڈھونڈیں، کسے پوجیں
کہ عرش و فرش کی محفل میں اک جلوہ نما تو ہے
حقیقت کھول دی کہہ کر نبی نے ربی الاعلیٰ
جو ہے سب سے بڑا اس سے بھی تو بیحد بڑا تو ہے
پکاریں کیوں نہ تجھ کو لوگ طوفانِ حوادِث میں
کہ کشتی کا، بھنور کا، نا خداؤں کا خدا تو ہے!
حقیقت میں تُہی مالک ہے سب کے نفع ونقصان کا
کہ مشکل کا بھی اور مشکلکشا کا بھی خدا تو ہے
خلاصہ ہے یہی مضمونِ توحید و رسالت کا
وسیلہ سب ہیں سرکار ﷺ اور سب کا خدا تو ہے
کسی کے سامنے کیوں ہاتھ پھیلاؤں مری توبہ
مرا حامی شہا تیرا نبی (ﷺ) تیری عطا، تو ہے
طفیل شیخ کامل، کر عطا عشق نبی (ﷺ) اس کو
تیرا سائل ہے آسی اور کریم، باعطا تو ہے

## نعتِ رسُول کریم ﷺ

جو ہیں سرکار کے، دین انکا ہے، دنیا ان کی!
لے کے میں کون و مکاں دوں نہ تمنا ان کی!
کون اندازہ کرے ان کی مسیحائی کا!
خیر جب مانگتے ہیں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ان کی
ان کے جلووں کی اِدھر فرش پہ گھما گھمی!
راہ تکتا ہے اُدھر عرش معلیٰ ان کی!
وہ ہیں مزمل و مدثر و یسیں و رحیم
کی ہے توصیف خداوند نے کیا کیا ان کی
حق نے سجدے کا دیا حکم، جھکے سب قدسی
پھر بھی ابلیس لعین شان نہ سمجھا ان کی !
سر وہ سردار ہے جو نقشِ کفِ پا پہ مٹا!
دل وہ دلدار ہے جس میں ہے تمنا ان کی
جذبۂ عشق! مجھے سوئے مدینہ لے چل !
چشم پُر اشک ! دکھا، کوئی تجلی ان کی!
جنکا دنیا میں کوئی اور سہارا ہی نہیں
لیجئے جلد خبر حضرتِ والا ان کی!
آسی پہ مرشد کامل کا ہے فیضان نظر
حمد حق لکھی ہے یا نعتِ دِلآرا ان کی!

پروفیسر محمد حسین آسی

یا ایہا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم

اے نبی! جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو (التوبہ ۷۳)

ماہنامہ

# مجلہ الحقیقہ

(پاکستان)

ذوالحجہ ۱۴۲۳ھ فروری 2003ء جلد نمبر 3 شمارہ نمبر 5

زیر سرپرستی

مفکر اسلام حضرت علامہ مولانا پروفیسر محمد حسین نقشبندی آسی

مدیر اعلیٰ: شجاعت علی مجاہد

مدیر مسئول: ابو طلحہ نوری

مدیر منتظم: شمس الدین نقشبندی


## فہرست






زر تعاون

پاکستان (فی پرچہ) 10 روپے سالانہ بذریعہ ڈاک -/124 روپے

| | فی پرچہ | سالانہ چندہ |
|---|---|---|
| یورپ | 1 پونڈ | 10 پونڈ |
| یو ایس اے | 1.5 ڈالر | 15 ڈالر |
| عرب ممالک | 3 ریال | 30 ریال |





رابطہ دفتر: صوفی محمد آصف نقشبندی، انچارج دفتر الحقیقہ نقش لاثانی نگر شکرگڑھ

پبلشرز: پروفیسر محمد حسین آسی نے احمد دین پرنٹرز داتا مارکیٹ لاہور سے چھپوا کر مرکزی دفتر مجلہ الحقیقہ نقش لاثانی نگر، شکرگڑھ فون نمبر: 451734 (نارووال) سے شائع کیا

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

یونس-۶۳

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

اداریہ

کلمۃ الحقیقۃ

# صدرِ مشرف: "پاک فوج کا کوئی ہم پلہ نہیں"

سرپرست اعلیٰ کے قلم سے

اتوار ۱۵ ذیقعد ۱۴۲۳ھ (19 جنوری 2003ء) کو روزنامہ 'جنگ' کے پہلے صفحے پر ایک دو کالمی سرخی ہے جسے ہم نے اداریے کا عنوان بنایا ہے یعنی

**.........."پاک فوج کا کوئی ہم پلہ نہیں"..........**

اور اسی صفحے پر جناب صدر کا دوسرا بیان ہے جو سب سے جلی حروف میں لکھا گیا ہے۔

"کوشش ہے کہ عراق کے بعد ہماری باری نہ آئے"

خیال فرمایا آپ نے دونوں میں کیا مطابقت ہے۔ آپ نے تو امریکہ کی فرمانبرداری کا حق ادا کر دیا اور ایک آزاد ملک میں امریکہ کی ایف۔ بی۔ آئی کو جو چھٹی دی گئی، اس کا تو جواب ہی نہیں جب چاہا جسے چاہا، جہاں سے چاہا پکڑ لیا اور گرفتار کر کے امریکہ بھیج دیا۔ یہ صورت حال کسی جمہوری حکومت میں ہوتی تو شاید عوام سڑکوں پر آجاتے اور حکومت کا مینڈیٹ ضائع ہو جاتا۔ آپ کے دور میں ہو رہی ہے جسے کارگل کی لڑائی میں قوم نے غیرت کا پیکر عظیم سمجھ لیا تھا اور قومی عزت و آبرو کا تاج سر پر سجا دیا تھا، آپ نے امریکی شیطان کی ہاں میں ہاں ملائی اور جو کچھ اس نے کہا اور آپ نے من و عن کر کے دکھایا اس کے جواب میں اس نے کیا کیا، تازہ صورت حال سامنے ہے اس کا امیگریشن قانون جو از حد بے رحمانہ ہے، اس کا سب سے پہلا نشانہ پاکستانی ہی بن رہے ہیں، نہیں بلکہ پاکستان کی تاریخ پر نظر دوڑایئے، امریکہ نے کب پاکستان سے وفا کی اور "عقیدت" کا جواب کب "شفقت" سے دیا وہ امریکہ جس کا اصول ہی بے اصولی اور وفا ہی بے وفائی ہے اس سے کسی قسم کی توقعات وابستہ رکھنا پرلے درجے کی حماقت اور خود فریبی ہے۔ بش صلیبی جنگوں کی فضا دوبارہ لانا چاہتا ہے کاش آپ نور الدین زنگی یا صلاح الدین ایوبی بن جاتے۔ آپ کی کوششیں منت سماجت اور فرمانبرداری و کاسہ لیسی تک محدود ہیں۔ جس فوج کا بقول آپ کے کوئی ہم پلہ نہیں۔ آپ اس کے سربراہ، پھر ایسا خدشہ، پھر اتنا ڈر اور ایسی بزدلی۔ ہم لوگ جمہوری حکومتوں سے بھی زیادہ خوش نہیں تھے، اقبال علیہ الرحمۃ کے اس شعر کے مصداق کسی پختہ کار، کا انتظار کر رہے ہیں آپ فرماتے ہیں۔

گریز از طرز جمہوری، غلام پختہ کارے شو

کہ از مغز دو صد خر فکر انسانے نمی آید

مگر افسوس آپ وہ "پختہ کار" ہیں جو پاکستان کے بنیادی نظریئے ہی کو نہیں سمجھ پائے، اور آپ کے نزدیک قومی عزت و غیرت گویا بے معنی چیزیں ہیں بلکہ آپ کو "تا حال" "اپنی" "قوم" کا بھی پتا نہیں۔ آپ نے اپنے آپ کو محدود کر کے رکھ دیا ہے، قرآن پاک سے پوچھئے فرماتا ہے۔

"مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ" ۵ (الحج......۷۸)

ترجمہ: تمہارے باپ ابراہیم کا دین اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔

ہم پاکستانی، ایرانی و عراقی نہیں، ہم ''مسلم'' ہیں۔ قرآن پاک کی رو سے ہمارا یہ نام اللہ نے (یا ہمارے باپ ابراہیم علیہ السلام) نے رکھا ہے۔
ہمارے آقا و مولا، سید المرسلین حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا نے اس کا عملی نقشہ دنیا کو دکھا دیا ہے،...... اقبالؔ فرماتے ہیں۔

از وطن آقائے ما ہجرت نمود
عقدۂ قومیت مسلم کشود

ترجمہ: (ہمارے آقا نے اپنے وطن سے ہجرت کر کے مسلم قومیت کا عقدہ کھول دیا)

قرآن پاک نے اسلامی اخوت کا یہی فلسفہ پیش کیا ہے۔

''اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ''............ (الحجرات......۱۰)

☆......... مسلمان مسلمان بھائی ہی ہیں ............☆

ایک اور حدیث پاک میں ہے..........

''اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ''..................

☆......... مسلمان مسلمان کا بھائی ہوتا ہے ............☆

مفکرِ پاکستان حضرت اقبال کی ساری شاعری اسلام اور اس کے انقلابی نظریات کے گرد گھومتی ہے،

رہے گا راوی و نیل و فرات میں کب تک
ترا سفینہ کہ ہے بحر بیکراں کے لئے

ایک اور جگہ نظم میں مذہب کی اہمیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسولِ ہاشمی ﷺ
اُن کی جمعیت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوت مذہب سے مستحکم ہے جمعیت تری
دامن دیں ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیت کہاں
اور جمعیت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی

یہ ہے اسلامی اخوت جو پاکستان کا اساسی نظریہ ہے مگر افسوس! آپ اسی سے بے خبر ہیں بلکہ بے نیاز بھی۔ آپ نے افغانستان کو تباہ و برباد کرنے میں امریکہ کی حمایت کی مگر کیا بش کے سینے میں آپ کی محبت کا کوئی شعلہ بھڑکا؟ چند رسمی اعلانات کے سوا اس نے کیا کیا اور یہی اعلانات ہیں جن پر آپ پھولے نہیں سماتے۔ اب عراق کی باری ہے تو یوں لگتا ہے جیسے آپ کا دل غیرت اسلامی کے جذبات سے بالکل خالی ہے اور اب آپ کو یہ بھی خطرہ ہے کہ شاید عراق کے بعد پاکستان کی باری آجائے اس باری کو روکنے کی کوشش کر رہے ہیں مگر یہ کوشش کیا ہے محض بش کو راضی کرنے کیلئے منت سماجت کا انداز تو کیا بش راضی ہو جائے گا۔ قرآن فرماتا ہے۔

''وَلَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَ النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ''............ (البقرہ۱۲۰)

ترجمہ: اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہیں کرو گے............ (کنز الایمان)

ازراہ کرم اتنا سوچ لیجئے آخر بش کے عراق پر حملہ کرنے کا اخلاقی جواز کیا ہے، عراق ایک آزاد ملک ہے۔ امریکہ بغیر کسی اشتعال انگیزی کے خواہ مخواہ اسے کیوں لتاڑنا چاہتا ہے اور کیوں اس کی تباہی و بربادی پر تلا ہوا ہے۔ اس سے پہلے افغانستان پر اس نے حملہ کیوں کیا تھا؟ ۱۱ ستمبر کے واقعے میں کیا ملاعمر،

اسامہ یا کسی اور مسلمان کا ہاتھ تھا۔ ہرگز نہیں صرف اسلام کی نسبت سے ایک بھرے پرے ملک کو جس میں ہر طرف امن وامان تھا تباہ برباد کر کے رکھ دیا، یونہی اب عراق کی باری ہے، پھر کسی اور کی آجائے گی، آخر کیوں؟ اس لئے کہ مسلمانوں کا دشمن ہے اور معاذ اللہ اسلام کا نام ونشان تک برداشت نہیں کرتا، اس کے غضب سے تو بچنے کی ایک صورت ہے جو قرآن پاک کے حوالے سے اوپر گزری یعنی عیسائی یا یہودی بن جایئے پھر وہ راضی ہوں گے، کیا آپ یہ بھی گر گزریں گے، صوفیہ کے نزدیک شیطان اور نفس کو آپ جتنا دباتے جائیں گے، یہ دبتے جائیں گے اور جس قدر آپ ان کی دلجوئی اور حوصلہ افزائی کریں گے یہ آپ پر سوار ہوتے جائیں گے۔ ان کے مقابلے سے پسپا ہونا ہی اپنی شکست بلکہ تباہی ہے۔

آپ نے اسی خطاب میں اپنے کارنامے بیان کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا ہے۔

''میں نے آج تک تین سال میں ایک بھی فیصلہ میرٹ سے ہٹ کر نہیں کیا''

کتنا بھولا پن ہے آپ کا۔ سب سے بڑا مسئلہ تو یہی طے کرنا تھا کہ پاکستان پہلے یا نظریہ پاکستان آپ سے پہلے کسی جمہوری یا غیر جمہوری سربراہ نے یہ بات کبھی نہیں کی تھی، آپ نے کی اور خلاف واقعہ کی، میرٹ سے ہٹ کر کی۔ پاکستان ضروری ہے مگر نظریہ پاکستان اس سے بھی زیادہ ضروری ہے، مفکر پاکستان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت

ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارہ

آیئے بانی پاکستان کا ارشاد بھی سن لیجئے، آپ نے ۲۴ دسمبر ۱۹۴۷ء کو شرق اردن کے سفیر کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا!

''اسلام ہماری زندگی اور ہمارے وجود کا بنیادی سرچشمہ ہے۔ اسلام نے ہمارے ثقافتی اور تہذیبی ماضی اور ہماری گزشتہ روایات کو عرب دنیا سے اتنا وابستہ، گہرا اور قریب رکھا ہے کہ اس امر میں تو کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ ہم عربوں اور ان کے مسائل اور مقاصد سے مکمل ترین ہمدردی رکھتے ہیں''

خصوصاً اس ارشاد عالی پر بھی توجہ دیجئے جو آپ نے اسلامیہ کالج پشاور میں ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء کو ایک تقریب کے دوران فرمایا

''ہم نے پاکستان کا مطالبہ ایک زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کیلئے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں اسلام کے اصولوں پر عمل پیرا ہوسکیں''

کتنا واضح ارشاد ہے اور پھر بھی آپ یہی نعرہ لگاتے ہیں 'سب سے پہلے پاکستان'۔ چلو یونہی سہی مگر اس صورت میں کیا آپ پاکستان کو بچالیں گے، ہاں خدانخواستہ یہ ہوسکتا ہے کہ فرعون وقت ذرا تاخیر کردے مگر وہ آپ کو معاف کیونکر کرسکتا ہے، آپ لاکھ کہیں میں لبرل ہوں مسلمانی سے کوئی گہرا تعلق نہیں ہے میں صرف پاکستان کی بات کرتا ہوں مگر وہ بش ہے۔ آپ کو چاہیے تھا کہ آپ مسلمان ملکوں سے روابط قائم کرتے ان کو اپنے ساتھ ملاتے اور ''پاکستانی'' نہیں ''اسلامی'' قومیت کے نظریے کو فروغ دیتے۔ اپنی ملت کو ''جہاد'' کی تربیت دلاتے تاریخ اسلام کے مجاہدانہ کارناموں سے قوم کو روشناس کرتے جئیں عزت سے مریں تو عزت سے ''کا ماٹو قوم کے نوجوانوں کے سامنے رکھتے۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں

نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

جوانوں میں عقابی روح بیدار کرنے کی بجائے ''ابلیسی روح'' بیدار ہورہی ہے اور ایسے ایسے مناظر پی۔ ٹی۔ وی پر دکھائے جارہے ہیں جن سے اسلامی قومیت کے شعور سے ہی دیکھنے والا بے بہرہ ہوجاتا ہے۔ بے حیائی اور فحاشی پہلے بھی تھی مگر آپ کے دور میں اسے جو عروج ملا ہے، پہلے کبھی نہیں تھا، آپ اپنے کارنامے بیان کیا کریں تو فرمایا کریں ''مادر پدر آزادی کا جو سبق ذرائع ابلاغ دے رہے ہیں ہم سے پہلے ایسا ہرگز نہیں ہوتا تھا'' ہاں ہاں یہ آپ کا احسان ہے مگر کس پر؟ مسلمانوں پر نہیں شیطان پر، بش پر اور اس کے چیلے چانٹوں پر، عریانی اور فحاشی میں جو کردار اخبارات ادا کررہے ہیں، وہ بھی لائق صد ملامت ہے مگر انہیں یہ حوصلہ آپ کی پالیسی نے دیا اور پیسہ بٹورنے کی ہوس نے، کاش آپ مرد مجاہد بنتے، طارق بن زیاد، محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کے قافلہ

حریت کے ایک سپاہی بنتے مگر آپ ہیں ان شیطانوں سے ڈرے جاتے ہیں جو ڈرنے والوں کو مزید ڈراتے ہیں اور مقابلے میں کھڑا ہونے والوں کے سامنے دم دبا کر نکل جاتے ہیں۔ کتنا غضب ہے بش آپ کو مسلمان سمجھتا ہے مگر آپ خود کو محض پاکستانی سمجھتے ہیں۔ وہ آپ کو مسلمان ہونے کی سزا دینا چاہتے ہیں اور آپ سزا سے بچنے کیلئے سچے مسلمان کا کردار ادا کرنے سے سہمے جاتے ہیں درحقیقت یہ آپ کے بچاؤ کی نہیں، سب کی تباہی کی صورت ہے۔

عراق کا ہمارے ساتھ رویہ ٹھیک نہ بھی رہا ہو، پھر بھی یہ حقیقت ہے کہ امریکہ کی موجودہ دہشت گردی عراق کی سرزمین کے حصول کیلئے نہیں مسلمان ملک اور اسرائیل کیلئے خطرہ سمجھ کر اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کیلئے ہے ظاہر ہے جب وہ "اسلام" ہی وجہ دشمنی قرار دے بیٹھا ہے تو جو بھی مسلمان ملک ہوگا، اس کا نشانہ بنے گا اس صورت حال میں سب مسلمان ملکوں کو یکجان و یکدل ہونا چاہیے لیکن وہ اگر ایسا نہیں کرتے تو پھر بھی آپ کو ہمت نہیں ہارنی چاہیے بلکہ اپنی کوشش بھی جاری رکھنے چاہیے اور جذبہ ایمانی سے سرشار ہو کر کوئی ایسا فیصلہ کرنا چاہیے جو ملی غیرت وحمیت کا آئینہ دار ہو۔ ہماری تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں نے ظاہری ساز و سامان سے نہیں بلکہ جب بھی جنگ جیتی ہے، جذبہ ایمانی ہی سے جیتی ہے۔ بدر و حنین کے معرکے کیا سبق سکھاتے ہیں، یرموک اور قادسیہ میں مسلمانوں نے کس تعداد اور سامان سے فتح حاصل کی تھی۔ ہاں ہاں ضرورت ہے ایمان، توکل اور جذبہ جہاد کی،

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

آہ یہ کیسا انقلاب ہے، کبھی اسلام کا یہ معنی سمجھا جاتا ہے کہ دنیا بھر کے مظلوم انسانوں اور قوموں کے راہ نجات اور اب اپنے مسلمان بھائیوں کے کام آنے سے بھی دم نکلتا ہے

تو مرد میداں، تو میر لشکر — نوری حضوری تیرے سپاہی
کچھ قدر اپنی تو نے نہ جانی — یہ بے سوادی، یہ کم نگاہی

## پیغام جہاد

احسان کا ہنڈا ہاتھ میں لے
اسلام کا ڈنڈا ہاتھ میں لے
ہنڈے جو حریم جاں میں جلا
ڈنڈے کو بتوں کے سر پر گھما
پڑتا ہو جہاں گھمسان رن
کر زندہ عرب کی رسم کہن
ڈرنا ہے تو ایک اللہ سے ڈر
اس نکتے کو رکھ لے پیش نظر
غیروں میں مل اپنوں سے نہ کٹ
فرقوں میں نہ بٹ مرکز سے نہ ہٹ
مت بھول کفن بر دوش ہے تو

ایمان کا جھنڈا ہاتھ میں لے
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے
جھنڈے کو کلیساؤں میں اڑا
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے
باندھے ہوئے چل شمشیر و کفن
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے
مرنا ہے تو اس کی راہ میں مر
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے
ان کو بڑھا اور آپ نہ گھٹ
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے
بطحا کے جنوں کا جوش ہے تو

اس جوش میں گر مدہوش ہے تو
پھر ساری یہ دنیا تیری ہے

مولانا ظفر علی خاں

# اتحادِ ملت کی ضرورت و صورت (۲)

**توحید کا نیا مفہوم:** وہ لوگ جو خلوص دل سے قوم کو متحد و منظم دیکھنا چاہتے ہیں، انھیں محض 'چاہنے' سے قوم کو متحد کرنے میں کامیابی نہیں ہوگی بلکہ پہلے قوم کے متحد نہ ہونے کی وجوہات پورے خلوصِ دل سے تلاش کرنی چاہئیں اور ان کے سدباب کی فکر کرنی چاہیے۔ ہم نے اوپر کی سطور میں انتشار کی پہلی وجہ کی نشاندہی کر دی ہے اور وہ ہے ذات رسالتمآب ﷺ کی عظمت و رفعت سے بعض ذمہ دار لوگوں کا صرف نظر۔ ہم پورے وثوق سے یہ بات کہتے ہیں کہ یار لوگوں نے ''توحید'' کے نام سے محض فریب دیا ہے۔ انھیں حقیقت میں اس سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ یعنی وہ محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء سے بغض رکھتے تھے، اور انھیں آپ ﷺ کی بے ادبی و گستاخی ہی مقصود تھی، مگر انھیں خبر تھی کہ کھلم کھلا گستاخی کی راہ اختیار کی تو پوری قوم بالاتفاق ہمارے خلاف ہو جائے گی، ہمیں مرتد کہہ کر ہمارے قتل کے درپے ہو جائے گی اور ان میں باہمی انتشار بھی نہیں پھیلے گا جو اس گستاخی و بے ادبی کا بھی اصل مقصود ہے، لہٰذا اپنے آپ کو مصائب و آلام سے بچانے کیلئے، اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کیلئے اور اپنے آپ کو قوم کا خیرخواہ و ہمدرد ثابت کرنے کیلئے انھوں نے ''توحید'' کا نعرہ لگایا۔ اگر ''توحید'' ہی انھیں مقصود ہوتی تو بتایئے کیا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور سے لے کر کسی نے توحید کی بات کبھی نہیں کی تھی اور کیا صحابہ کرام کے بعد تابعین عظام، پھر تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہا و محدثین کتاب و سنت کے بلند پایہ مفسرین و شارحین، صوفیہ متکلمین سب کے سب ''توحید'' سے بے بہرہ تھے۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ''توحید'' کی جو تشریح محمد ابن عبدالوہاب نجدی اور محمد اسماعیل دہلوی نے کی، ان سے پہلے ساری امت میں کسی نے نہیں کی۔ اور کتاب و سنت سے جو نام نہاد دلائل ان دو شخصوں نے اخذ کئے، ان سے پہلے کسی اور نے نہیں کئے۔ حتی کہ ان دونوں کے خاندان اپنے اپنے دور میں اور اپنے اپنے ملک میں علمی خدمات کی بنا پر جانے پہچانے تھے، مگر ان دو سے پہلے ان کے خاندانوں میں سے بھی کسی نے ''توحید'' کا مسئلہ ان کے لب و لہجہ میں بیان نہیں کیا۔ بلکہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ دونوں کے خاندان کے لوگ ان دونوں سے بیزار تھے محمد بن عبدالوہاب نے ''توحید'' کا واویلا شروع کیا تو سب سے زیادہ مدلل اور فوری تعاقب اسی کے بھائی علامہ سلیمان بن عبدالوہاب نے کیا اور اس کے نظریات کے تعاقب میں ''الصوارق الالٰہیہ فی الرد علی الوہابیہ'' لکھی اور اسمٰعیل نے سر اٹھایا تو اس کی سرکوبی بھی اس کے چچا شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ کے صاحبزادوں مولانا مخصوص اللہ اور مولانا محمد موسیٰ صاحب نے کی۔ مولانا مخصوص اللہ نے اس کی تقویت الایمان جسے وہ تفویت الایمان کہتے تھے کے جواب میں ''موید الایمان'' لکھی اور محمد موسیٰ نے حجۃ العمل فی اثبات الحیل لکھی نیز دلی کی جامع مسجد میں دہلی کے سب علماء و فقہا کو بلا کر ان کے سامنے اسے ذلیل کیا آخر ایسا کیوں ہوا اور دو عظیم خانوادوں کے چشم و چراغ کیوں بہک گئے۔ وہ لوگ جنھیں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بیٹے کنعان کا قصہ یاد ہے، ان کیلئے اس میں کوئی حیرت نہیں۔ اس لئے کہ دنیا میں ایسا ہوتا آیا ہے اور اللہ کی قدرت کے ظہور کا ایک رنگ یہ بھی ہے۔ کہ وہ خود فرماتا ہے۔

"يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ" ............(الروم ۱۹)

ترجمہ: کہ وہ زندہ کو نکالتا ہے مردے سے اور مردے کو نکالتا ہے زندہ سے

یہ بھی اسی کی تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن سے کافر اور کافر سے مومن پیدا کرتا ہے۔

**توحید کے پیچھے کون:** مرزا قادیانی انگریزوں کی دریافت تھا اور ایمان وضمیر کا بدترین سودا اس نے اپنے غیر ملکی آقاؤں کے ہاتھ پر کیا تھا تاہم سنا ہے کہ اس کے استادان کی تعلیم کے دوران ہی اپنی فراست مومنانہ کی بنا پر کہا کرتے تھے کہ "لگتا ہے، بے ایمان ہوگا اور لوگوں کو گمراہ کرے گا" محمد بن عبدالوہاب کے اساتذہ بھی اس کے بارے میں اسی قسم کی پیش گوئیاں کرتے تھے (دیکھئے گنبد خضریٰ از مولانا معراج الاسلام) مگر حتمی فیض اس نے بھی ایک انگریز جاسوس ہمفرے سے لیا جیسا کہ 'ہمفرے کے اعترافات' جیسی جاسوس کی ڈائری سے ظاہر ہوتا ہے۔ محمد اسماعیل کا دارومدار بھی انگریزی مدارت پر تھا۔ کہتے ہیں مسلمان اس کی ہرزہ سرائی کے خلاف انگریز ریزیڈنٹ جو دہلی کا اصل منتظم تھا سے شکایت کرتے تو وہ یہ نہ کہتا کہ اسمٰعیل ہمارا اپنا تیار کردہ ہے بلکہ ان لفظوں میں اپنی غیر جانبداری کا ڈھونگ رچاتا کہ ہماری علمداری میں سب کو مذہبی آزادی ہے

بات لمبی ہوگئی کہنا یہ تھا کہ مسلمانوں میں سے ہو کر مسلمانوں کے مفاد کے خلاف اگر کوئی شخص منصوبہ بندی کرتا ہے تو پہلے از راہ کرم اس منصوبے کا تعین کیجئے۔ اس کے غبارے میں سے ہوا نکالئے اور پھر اتحاد کی کوشش شروع کیجئے۔

**مسلمان بھائی بھائی:** ملت کو متحد ہونا چاہیے اور یقیناً ہر دور میں خصوصاً اس دور میں سب سے زیادہ اسی کی ضرورت ہے۔ اسی لئے کتاب وسنت نے مسلمانوں کو آپس میں ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا ہے۔ مگر سوچئے دو شخصوں کے باہمی بھائی ہونے کا رشتہ کس بنیاد پر ہے، یہی نا کہ ان کا باپ ایک ہے، مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں تو کیوں؟ اس لئے کہ ان کے روحانی باپ حضور ﷺ ہیں۔ بھائی بھائی کا یہ رشتہ اسی صورت میں مضبوط ہوسکتا ہے۔ کہ باپ کے مقام کی حفاظت کی جائے۔ جو شخص اپنے باپ کا ہی احترام نہیں کرتا اسے اپنے بھائی کے ساتھ کیا محبت ہوگی۔ یونہی ملت اسلامیہ کا جو فرد اس ذات ستودہ صفات ﷺ کا گستاخ و بے ادب ہے، ملت سے کیا سروکار۔ حضرت اقبال علیہ الرحمۃ نے حضور انور ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں کیا خوب عرض کیا ہے۔

یہ زائران حریم مغرب، ہزار رہبر بنیں ہمارے!!
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے ناآشنا رہے ہیں

ظاہر ہے اقبال کا مقصود زائران حریم مغرب ہی نہیں، اگر زائران حریم مشرق حضور ﷺ کے مقام سے، عظمت سے اور ادب سے ناآشنا ہیں تو وہ بھی ہمارے کیا لگتے ہیں، آپ جانتے ہیں حضرت اقبال کو فرقہ بندی سے کتنی نفرت تھی، انھوں نے بار بار مختلف الفاظ میں ملت کے انتشار کا رونا رویا ہے۔ مثلاً آپ کا مشہور شعر ہے۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں،

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی، افغان بھی ہو
تم بھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

ان کے نزدیک اصل بات ہے "اسلام" اگر اسلام سے وابستگی نہیں، اسلام پر ناز نہیں، اسلام ہماری شناخت نہیں تو باقی سب کچھ بے معنی ہے۔ اسی لئے مولانا حسین احمد ٹانڈوی (صدر دیوبند)، نے ۱۹۳۸ء میں کہا کہ 'قومیں وطنوں سے بنتی ہیں' تو آپ نے فرمایا

عجم ہنوز ندانند رموزِ دیں ورنہ
ز دیو بند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر زمقام محمد ﷺ عربی است
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

ترجمہ ۱۔۔۔۔۔عجم کو ابھی تک دین کی رمزوں کا پتا نہیں، ورنہ دیوبند کا حسین احمد (یہ بات کہے) کتنی حیرت کی بات ہے۔

۲۔۔۔۔۔اس نے منبر پر چڑھ کر یہ (کانگری) راگ الاپا ہے کہ ملت وطن سے بنتی ہے آہ حضور سیدنا محمد عربی ﷺ کے مقام سے کیسا بے خبر ہے۔

۳۔۔۔۔۔(اے حسین احمد) اپنے آپ کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کردے کہ دیں اول سے آخر تک حضور ﷺ کی نسبت وغلامی ہی ہے، اور اگر حضور ﷺ سے تجھے تعلق نہیں تو اس روش کا نام بولہبی، بوجہلی ہے۔

دیکھا آپ نے ملت کا سارا دارومدار تو حضور ﷺ کی ذات پاک پر ہے، اگر ایک شخص اسی ذات کا دشمن ہے یا بے ادب ہے تو وہ ملت کے کس کام کا۔ ہاں ہاں جو باپ کا نہیں، بھائیوں کا کیا لگتا ہے۔ وہ ملت میں انتشار تو پیدا کرسکتا ہے، اسے متحد رکھنے میں اسے کیا دلچسپی ہوگی۔

**دشمن کا مفاد:** جن دو شخصوں کو ہم انتشار کے دو بانیوں کی حیثیت سے اس تحریر میں پیش کر رہے ہیں، ان (دونوں) کے بارے میں یہ تحقیق اظہر من الشمس ہے کہ دونوں کو ملت کا نہیں ملت دشمنوں کا مفاد عزیز تر ہے اور انہوں نے جو توحید پھیلائی، وہ ملت میں وحدت کیلئے نہیں تھی بلکہ وہ ملت میں انتشار پیدا کر کے انگریزوں کا فائدہ پہنچانے کیلئے تھے۔ محمد بن عبدالوہاب کا کچا چٹھا انگریز جاسوس ہمفرے نے کھول دیا کہ کس طرح اس کی خود پسندی اور اجڈپن سے فائدہ اٹھا کر اس کو نبیوں ولیوں کی گستاخی پر آمادہ کیا اور مزارات کو جن سے قوم کو ولولہ تازہ ملتا تھا، ڈھانے کی پٹی پڑھائی۔ آپ ہمفرے کے اعترافات جیسی کتاب، جو انگریزی، ترکی، عربی فارسی اور اردو میں شائع ہو چکی ہے۔ دیکھ لیں تو کئی شقیں اور بھی ظاہر ہوں گی۔ مثلاً

۱۔۔۔۔۔انگریزوں کو یہ درود و سلام بھی چبھتا تھا جس سے حضور پرنور ﷺ کی حیات، کا اور سماعت کا عقیدہ ظاہر ہوتا ہے یعنی "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ"

۲۔۔۔۔۔قرآن پاک اور حدیث کی کتابوں کا احترام بھی انہیں ناپسند تھا، وہ انہیں عام کتابوں کی سطح پر لانا چاہتے تھے۔

۳۔۔۔۔۔وہ مسلمانوں کے سروں سے عمامے بھی اتروانا چاہتے تھے۔

چنانچہ وہابیہ کا مذکورہ درود شریف کے بارے میں جو خیال ہے۔ ڈھکا چھپا نہیں۔ وہابی لشکر جب مکہ معظمہ تک یلغار کرتا ہوا آیا تو خاص مسجد الحرام میں بھی درود شریف اذان سے پہلے اور پیچھے پڑھا جاتا ہے، چنانچہ نابینا موذن نے اسی درود شریف پڑھنے پر اصرار کیا تو عین مسجد الحرام میں اسے شہید کیا گیا،

قرآن پاک اور حدیث پاک کی کتابوں کے بارے میں وہابی طرز عمل دیکھنا ہو تو آج بھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی مساجد میں جا کر دیکھ لیں۔ آپ کو بہت سے قرآن پاک مسجد الحرام اور مسجد نبوی تک میں زمین پر رکھے ہوئے ملیں گے، ستونوں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے چبوترے ہیں تو وہاں قرآن پاک بھی ہیں۔ جوتیاں بھی، معاذ اللہ نجدی کے جس ہاتھ میں جوتا ہے اسی میں قرآن، یہ ہولناک مناظر وہاں عام ہیں۔ پاکستان میں نہیں تو اس کا سبب بھی ہے کہ یہاں سنی اسے برداشت نہیں کرتے۔

سروں سے عماموں کا غائب ہونا بالکل ظاہر ہے، سعودی عرب کے بادشاہوں، وزیروں بلکہ حرمین شریفین کے اماموں کے سروں پر عمامے نہیں ہیں، عمامہ مسلمان کے ظاہری رعب داب کی علامت ہے، انگریز اسے بھی برداشت نہیں کرتے تھے، محمد بن عبدالوہاب کی قوم نے فرمانبرداری کا حق ادا کر دیا اور اسلامی لباس کی بجائے نجدی لباس کا رواج ڈالا۔

**انتشاری انتشار:** غرض انگریز نے معاذ اللہ اسلام کو تباہ و برباد کرنے کیلئے جس قسم کا انتشار پیدا کرنا چاہا تھا، اس کے زرخرید غلاموں نے پیدا کر دیا۔ ان کی تقریر، ان کی تحریر، ان کی عبادت ان کا "جہاد" سب اسی انتشار ہی کیلئے تھا۔ خود انھیں بھی اعتراف تھا کہ ملت اسلامیہ پارہ پارہ ہو رہی ہے۔ چنانچہ "تقویت الایمان" لکھ لی تو مولانا محمد اسماعیل نے خود اس پر تبصرہ فرمایا۔

"اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ آگئے ہیں اور بعض
جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے.......... گو اس سے شورش ہوگی
مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائے گا۔

(ارواح ثلاثہ از مولانا تھانوی)

خود ہے اقرار انھیں اپنی ستمگاری کا
پھر بھی مجھ سے ہے یہ اصرار کہ ایسا نہ کہوں

جس کتاب سے لڑائی شروع ہوئی جب تک وہ کتاب موجود ہے، لڑائی کیونکر ختم ہوگی کیا ہی سادگی ہے۔ بعض جگہ تیز الفاظ نہیں بلکہ اکثر جگہ تیز الفاظ ہیں اور بعض جگہ تشدد نہیں اکثر جگہ تشدد ہے۔ یہ تیزی اور یہ تشدد کیوں نہ ہوتا، نظام عقائد اور نظام اعمال تو نئے سرے سے تصنیف کیا جا رہا ہے۔ عقیدۂ توحید اور عقیدۂ نبوت ہی اسلام و ایمان کی اولین بنیادیں ہیں، جب انھیں کو ہٹانے کی بلکہ معاذ اللہ مٹانے کی کوشش کی جائے تو باقی کیا رہ گیا۔ فرمایئے جو لوگ انتشار پیدا کرنا چاہتے ہوں، بلکہ یہی ان کا ذریعہ معاش ہو، اسی کے بل بوتے پر ان کی زندگی کا عیش و آرام ہو، انھیں خدا کی رضا، حضور نبی اکرم ﷺ کی اطاعت اور ملی مفاد سے کیا غرض ہے۔

**پیر کامل:** مولانا محمد اسماعیل نے جس شخصیت کے دست باطل پرست پر بیعت کی، وہ بھی عشق و مستی کے اعتبار سے "فنافی الانگریز" تھی یعنی سید احمد بریلوی۔ واقعی وہ انگریز کی محبت میں کامل تھے۔ ابتداء میں وہ بہت غبی اور کند ذہن تھے "کریما" کا پہلا مصرع بھی کئی دن میں رٹا تھا اور پھر بھی جب سناتے تھے تو کوئی نہ کوئی لفظ چھوڑ جاتے تھے۔ انگریزوں کی "کرامات" دیکھئے ان سے رابطہ ہوا کہ تو یکدم ہونہار و ہوشیار ہو گئے، چنانچہ جس مسلمان نواب کو انگریزوں کے خلاف دیکھتے، اسے انگریزوں کی بارگاہ میں پیش کرتے اور ان کا غلام بناتے۔ چنانچہ مرزا حیرت دہلوی جو اسماعیل اور سید احمد صاحب کا سخت عقیدت مند بلکہ ترجمان تھا، لکھتا ہے۔

۱۲۳۱ھ/۱۸۱۵ء تک سید احمد صاحب امیر خاں کی ملازمت میں رہے مگر ایک کام نام آوری کا یہ کیا کہ انگریزوں اور امیر خاں کی صلح کرادی۔ سید احمد صاحب نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشے میں اتارا۔ لارڈ ہیسٹنگز، سید احمد کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا.......... کیونکہ امیر خاں نے ریاستوں اور ان کے ساتھ انگریزوں کا بھی ناک میں دم کر دیا تھا.......... سید احمد صاحب اس حکمت سے بپھرے ہوئے شیر کو پنجرے میں بند کر دیا۔

(ننگ دیں، ننگ وطن بحوالہ حیات طیبہ)

ایمانی نقطۂ نگاہ سے کتنا افسوس ناک اور سیاسی، ملی نقطۂ نظر سے کیسا غدارانہ ہے یہ رویہ، مسلمانوں میں اتحاد کو ختم کر دو اور جس جس بات پر بھی پوری قوم متحد و متفق ہے، اسے متنازعہ بنا دو، اس کے برعکس جو مسلمان انگریزوں کا مقابلہ کر رہا ہے، اسے ان کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دو۔
فرمایئے جن کی گھٹی میں غداری داخل ہو، انھیں انتشار سے کون روک سکتا ہے اور انھیں کیونکر سمجھایا جا سکتا ہے کہ ملت کے مفاد کا تقاضا اتحاد، اور اتفاق ہے۔

**خلافت سے بغاوت:** کون نہیں جانتا خلافت اسلامی سیاست کا محور ہے۔ اسی سے مسلمانوں کی مرکزیت قائم رہی ہے اور دشمنان اسلام ہر قیمت پر اسے ختم کرنا چاہتے تھے۔ اور صدیوں سے اس کے خلاف منصوبہ بندی ہو رہی تھی۔ آخر دشمنوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں تو "وہابیوں" کی برکت سے جنھوں نے ادھر اسلامی شعائر کو ایک ایک کر کے مٹایا صدر اول کے مزارات ہی نہیں مقابر پر بھی بلڈوزر پھرائے۔ ادھر مسلمانوں کی سیاسی مرکزیت اور رعب ووقار ختم کرنے کیلئے "ترکی" کی عثمانی خلافت سے بغاوت کی اور اسے ختم کر کے دم لیا مولانا نام محمد علی جوہر مرحوم نے خلافت کانفرنس کراچی میں تقریر کے دوران فرمایا۔

" اگر کسی وقت شریف مکہ امیر فیصل برطانیہ کے برخلاف ہو جائیں تو بنظر حفظ ماتقدم ایک دوسرے پٹھو کو بھی تیار کر لیا ہے اور وہ ابن سعود ہے جسے ساٹھ ہزار پونڈ (۹ لاکھ سالانہ روپیہ سالانہ دیئے جاتے ہیں تاکہ بوقت ضرورت اس کو شریف کی جگہ بٹھا دیا جائے۔ ............ (فتنہ نجدیت کے ڈھول کا پول از بہاؤالحق قاسمی دیو بندی)

ابن سعود کا ماہانہ وظیفہ ۱۹۱۷ء سے شروع ہو کر مارچ ۱۹۲۱ء تک جاری رہا، (سوانح سلطان ابن سعود از سردار محمد حسنی بی۔ اے)

مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے فرمایا!

ابن سعود کیا ہے؟ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر!
اسلامیوں پہ اس نے برسوائیں گولیاں
پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر (نگارستان)

ذاتی وگروہی مفادات کے برعکس ملت کا مفاد، وقار اور استحکام نظام خلافت سے وابستہ تھا مگر چند لوگوں نے چند ٹکوں کی خاطر دشمنوں کے اشارے پر ان کے وظیفہ خوار بن کر پہلے مسلمانوں کو مشرک کہہ کر واجب القتل ٹھہرایا اور پھر خلافت سے غداری وبغاوت کر کے حجاز ونجد وغیرہ پر قبضہ جمایا۔ جنھیں انگریز بہت کچھ سمجھا چکے تھے۔ انھیں کون سمجھاتا کہ ملت کیا ہے، ملت کا مفاد کیا ہے اور ملت کے اتحاد کی کیا ضرورت ہے، اور یہ "سلسلہ" مفادات، پھر حرمین شریفین پر قبضہ کرنے سے رک نہیں گیا۔

افسوس قصہ چلا، عیسائیوں کی اس آرزو سے کہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ضروری ہے، لہٰذا مسلمانوں کو سیاسی اور اعتقادی دونوں میدانوں میں ان میں سے غدار ڈھونڈو اور باہم لڑا کر خلافت عثمانیہ کے خلاف فضا ہموار کرو۔ انگریز جاسوس ہمفرے کے بقول دوسری بہت سی تدابیر کے علاوہ محمد بن عبدالوہاب بھی جو فطری طور پر کم ظرف اور خود پسند تھا، اس کے قابو آ گیا جس نے "توحید" کے نام پر مسلمانوں کا قتل عام کیا، مزارات اور دیگر شعائر کی بے حرمتی کی اور توقع سے زیادہ اپنے گورے آقاؤں سے وفاداری کا حق ادا کیا، پھر یہ سلسلہ جاری ہو گیا اور آخر کار خلافت کا خاتمہ ہو گیا۔

**سیاہ ترین کارنامہ:** مگر ہمارے نقطۂ نظر سے اسکا اور اس کے ساتھیوں کا سب سے سیاہ کارنامہ خلافت کا خاتمہ نہیں بلکہ مقام نبوت کو متنازع فیہ بنانا ہے، ظاہر ہے دین اسلام میں اس سے بڑا جرم کیا ہو سکتا ہے مسلمان مقام نبوت پر کافروں مشرکوں اور ملحدوں سے مناظرے کرنے سے تو رہے، آپس میں گتھم گتھا ہو گئے۔ نبوت کے کمالات توحید اور اسلام کی صداقت کے دلائل سمجھے جاتے تھے بدلی ہوئی صورت حال میں بعض لوگوں نے انھیں شرک سے تعبیر کیا، اب تین خدا ماننے والے عیسائیوں کے فرقے شاید متحد ہیں، ہندو کروڑوں خدا ماننے کے باوجود باہم ایک ہیں اور ایک خدا کے ماننے والے اپنے نبی ﷺ کے کمالات پر باہم دست وگریباں ہیں۔ سوائے قوم کو متحد دیکھنے کی تمنا کرنے والو!

جب تک تم اس صورت حال کو نہ سمجھو گے، تمہارا خواب کیونکر شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے۔ یاد رکھو جو لوگ اللہ کے حبیب لبیب ﷺ ہی کے مودب

وفادار، جاں سپار نہیں، اللہ کی غیرت کے خلاف ہے انھیں جہاد یا خدمت اسلام کی توفیق ملے۔

**آخری بات:** ممکن ہے کوئی شیطان یہ وسوسہ ڈال دے کہ ہم اس موقع پر جب قوم کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جانا چاہیے، خود اس قسم کی فرقہ وارانہ باتیں کر کے اس اتحاد میں رخنہ اندازی کرنا چاہتے ہیں، واللہ! ہم اس شخص پر لعنت بھیجتے ہیں اور ہماری لعنت سے اس کا کیا بنے گا۔ اس پر اللہ کی لعنت۔ اللہ کے پاک انبیاء مرسلین علیہم السلام کی لعنت، سارے فرشتوں کی لعنت ہو بلکہ ساری مخلوق کی لعنت جو امت کے اتحاد کا دشمن ہے۔ ہم اسے سب سے زیادہ ضروری سمجھتے ہیں، مگر جتنی اس کی ضرورت ہے، اس سے بھی ضروری ہے کہ اس کو بھی سمجھا جائے یعنی، یہ کہ اتحاد کیوں نہیں اور کیوں کر ہو سکتا ہے۔ ہمارے امت کے اتحاد کیلئے سب سے زیادہ ضروری یہ ہے امت کے والی ﷺ پر تنقید بند کر دی جائے اور جو لوگ حضور پر نور ﷺ کی شان میں مسلمان ہو کر زبان درازی کرتے ہیں، انھیں پوری قوم مسترد کر دے۔ حضور ﷺ کی شان و عظمت کو فرقہ ورانہ مسئلہ سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ حضور پر نور کسی خاص فرقے کے رسول ہیں۔ جب سب حضور ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں تو سب کو حضور ﷺ کا ادب کرنا چاہیے، نہ یہ کہ اسے شرک ٹھہرالیں۔

عین ممکن ہے کہ صرف اس اقدام سے کہ پوری قوم حضور ﷺ کی تعظیم پر کمر بستہ ہو جائے اور عہد کر لے کہ آئندہ کسی گستاخ کو برداشت نہیں کیا جائے گا، رب اکرم ہم سے راضی ہو جائے اور ہم جو دنیا کی قوموں میں ذلیل ہوتے جا رہے ہیں، یہ صورت حال بدل جائے۔

یاد رکھو! ان مردودوں نے قوم کو دھوکا دیا ہے جنھوں نے کمالات مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے انکار کو توحید کا تقاضا اور خدا کی خوشنودی کا ذریعہ بتایا، واللہ! ایسا ہرگز ہرگز نہیں۔ اللہ کے نزدیک قوم کی بقا بلکہ ساری دنیا کی بقا اتنی اہم نہیں جتنی اس کے محبوب یکتا ﷺ کی تعظیم اہم ہے اس نے ساری دنیا بلکہ ساری مخلوق اپنے حبیب ﷺ کی عظمت ظاہر کرنے کیلئے پیدا فرمائی ہے، لہٰذا اس کے نزدیک ساری مخلوق کو اس حبیب ﷺ کی عظمت پر قربان کیا جا سکتا ہے اس نے اپنے حبیب پاک ﷺ سے صاف صاف فرما دیا۔

"لَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَ اَهْلَهَا لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِیْ وَلَوْ لَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا" (انوار احمدی بحوالہ ابن عساکر)

یقین جانیے، میں نے دنیا اور اس کے رہنے والوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ آپ کی اس بزرگی اور مرتبے سے آگاہ کروں جو میرے نزدیک ہے اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا۔

ایک شخص نے شیخ نجدی سے سوال کیا جس دین کو تم لے کر آئے ہو؟ یہ پہلے اسلام سے متصل ہے یا منفصل؟ شیخ نجدی نے جواب دیا؛ میرے اساتذہ سے اور ان اساتذہ کے اساتذہ حتیٰ کہ چھ سو سال تک یہ ساری امت کافر اور مشرک تھی۔ اس شخص نے کہا تب تو تمہارا دین منفصل ہے۔ پس تم نے یہ دین کس سے حاصل کیا؟ کہنے لگا: کچھ وحی الہام سے جیسی وحی الہام حضرت خضر پر ہوتی تھی۔ اس شخص نے جواب دیا اگر وحی الہام کا دروازہ کھلا ہوا ہے، تو اس کی تمہارے ساتھ کیا خصوصیت ہے، ہر شخص ایک نیا دین لے کر اٹھ سکتا ہے اور کہے گا کہ اس کو یہ دین وحی الہام سے حاصل ہوا ہے۔ اس شخص نے پھر کہا: تمام اہل سنت کے نزدیک توسل جائز ہے، حتیٰ کہ ابن تیمیہ نے بھی توسل کی دو قسمیں ذکر کی ہیں اور اس نے یہ نہیں کہا کہ وسیلہ کرنے والا شخص کافر ہے۔ حتیٰ کہ روافض، خوارج اور مبتدعہ کی بھی تکفیر نہیں کی، پھر تم وسیلہ کرنے والوں کی تکفیر کیوں کرتے ہو؟ شیخ نجدی نے جواب دیا: حضرت عمر نے حضرت عباس کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگی اور حضور (ﷺ) کے وسیلہ سے دعا نہیں کی۔ شیخ نجدی کا مقصد یہ تھا زندہ کا توسل جائز ہے اور میت کا توسل جائز نہیں۔ اس شخص نے کہا! یہ دلیل تو تمہارے خلاف جاتی ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا اس لئے مانگی کہ حضور کے علاوہ دوسرے بزرگوں کے وسیلہ سے دعا مانگنا بھی جائز ہے اور تم حضرت عمر سے کیسے استدلال کر سکتے ہو، حالانکہ حضرت عمر نے ہی اس حدیث کو بیان کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ کی پیدائش سے پہلے حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگی تھی۔ اس دلیل پر شیخ نجدی مبہوت ہو گیا اور اسے کوئی جواب نہ آیا، لیکن اس کے باوجود اپنی بدعقیدگی پر قائم رہا۔ (تاریخ نجد و حجاز)

# درس قرآن

# ہر لمحہ ملا نور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غلام مصطفےٰ امجدی ایم اے

## ارشاد باری ہے۔

☆......اور یاد فرماؤ جب ہم نے ابراہیم کیلئے مقرر کر دی اس گھر کی جگہ اور حکم دیا کہ میرے ساتھ کوئی شریک نہ ٹھہرانا۔ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کیلئے صاف ستھرا رکھنا۔ اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو، وہ سب (آئیں گے) تمھارے پاس پاپیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر سوار ہو کر جو دور دراز کے راستہ سے آتی ہیں، (اعلان کر دو) تا کہ وہ حاضر ہوں اپنے فائدوں کیلئے، اور اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کریں مقررہ دنوں میں ان بے زبان جانوروں پر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں دیئے، پس خود بھی کھاؤ اور غمزدہ فقیر کو بھی کھلاؤ۔ پھر چاہیے کہ اپنی میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور اس بہت پرانے گھر کا طواف کریں۔ (سورۃ الحج ۲۷ تا ۲۹)

☆......جو احترام کرتا ہے اللہ کی نشانیوں کا تو یہ احترام ہی دلوں کا تقویٰ ہے۔

☆......قربانی کے فربہ جانوروں کو ہم نے تمھارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے (نشانیاں) بنایا ہے۔ اس میں تمہارے لئے خیر ہے، پس ان پر اللہ کا نام لو اس طرح کہ ان کا ایک پاؤں بندھا اور تین پر کھڑے ہوں، پھر جب وہ کسی پہلو پر گر پڑیں تو (انہیں ذبح کر کے) خود بھی کھاؤ اور قناعت کرنے والے اور مانگنے والے کو بھی کھلاؤ، اس طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارا فرمانبردار بنا دیا تا کہ تم (اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا کرو۔ (آیت......۳۲)

## اشارات

☆......بیت اللہ شریف کی تعمیر کا ذکر کیا گیا۔

☆......اذ دراصل اذکــر کا مخفف ہے، یعنی یاد کرو، اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کی تمام خبریں اپنے محبوب ﷺ کو یاد کرواتا ہے۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے تمام حالات وواقعات نگاہِ محبوب کے سامنے رونما ہوئے تھے۔

☆......حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعمیر کعبہ کے وقت مخصوص جگہ کے بارے میں فکر دامن گیر ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اطلاع کر دی۔

☆......بیت اللہ شریف صرف اور صرف خدائے واحد کی عبادت وریاضت کیلئے تعمیر کیا گیا ہے۔ تا کہ لوگ ایک خدا کے ہو کر رہ جائیں۔

☆......اللہ تعالیٰ کا گھر ہر اعتبار سے صاف ستھرا ہونا چاہیے تا کہ اس میں طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کو روحانی طہارت کے ساتھ ظاہری طہارت بھی نصیب ہو جائے اور ان کی طبیعتوں کو نشاطِ بندگی حاصل ہو جائے۔ سرورِ زندگی میسر آ جائے۔

☆......مسجدوں کو صاف ستھرا رکھنا حکم خداوندی سے ثابت ہوا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام انسانوں کو حج کیلئے پکارا، آپ کی آواز کو قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں تک پہنچا دیا گیا۔ جس خوش نصیب نے دعوت ابراہیمی پر "لبیک" کہا ہوگا اسے ضرور حج کی سعادت نصیب ہوگی۔

☆......آوازِ نبوت کی تاثیر کا کیا کہنا، اربوں انسان اس سے متاثر ہوئے۔ یہ

تاثیر صدیوں کے فاصلوں پر محیط نظر آتی ہے۔ کیونکہ یہ تاثیر رب کائنات نے پیدا فرمائی ہے۔ اللہ! اللہ! آج بھی اہل دل اس آواز پر کھچے چلے آ رہے ہیں

☆......ذرا غور کیجئے جو قادر کریم آواز خلیل کو قیامت کے انسانوں تک پہنچا سکتا ہے وہ ہماری صدائے درود و سلام کو سماعت مصطفےٰ تک نہیں پہنچا سکتا؟ ارے جب اللہ تعالیٰ کسی کو کمال عطا کرتا ہے تو زمینی فاصلے اور مرحلے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ صاحب کمال سن بھی سکتا ہے اور سنا بھی سکتا ہے۔

☆......لہروں کے ذریعے ایک انسان زمین کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے انسان تک اپنی آواز پہنچا رہا ہے، نبوت وولایت کے ذریعے کیا یہ امر محال ہے؟ کیا ایک سائنسی ایجاد، کمال نبوت اور وقار ولایت سے زیادہ موثر ہے۔

☆......اس گھر کی طرف رخت سفر باندھنا دینی اور دنیوی فائدوں سے لبریز ہے۔ قدم قدم پر کامیابیاں قدم بوسی کیلئے بے تاب دکھائی دیتی ہیں۔ امام مجاہد علیہ الرحمہ کا فرمان ہے کہ ''منافع'' سے مراد تجارت ہے اور دنیا وآخرت کا ہر وہ کام ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے سرانجام دیا جاتا ہے۔

☆......حج اہل اسلام کی ایک عالمگیر کانفرنس ہے۔ افسوس آج مسلمانوں نے اس کی اجتماعی اہمیت کو فراموش کرتے ہوئے رنگ ونسل کے امتیازات اپنا لئے ہیں۔ ورنہ ہر سال اتحاد کا ایسا عالمگیر مظاہرہ کرنے والی قوم کبھی رسوا نہیں ہوسکتی۔ کبھی پارہ پارہ نہیں ہوسکتی۔

☆......''مقررہ دنوں'' سے مراد ذی الحجہ کا عشرہ ہے۔ جیسا کہ حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت حسن، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم کا فرمان ہے، اور یہی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہٗ کا مذہب ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک ''ایام نحر'' مراد ہیں، جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہٗ کا بھی قول ہے۔

☆......قربانی کے ایام وہی ہیں جن سے بعض لوگ چڑتے ہیں دسویں، گیارھویں، بارھویں۔ دسویں امام حسین کی، گیارھویں غوث پاک کی، اور بارھویں رسول پاک ﷺ کی۔

☆......قربانی کے جانوروں کا گوشت خود کھانا اور دوسروں کو کھلانا جائز ہے۔

☆......جانور ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام پاک لیا جائے۔

☆......انسان بازار سے گوشت خریدتا ہے تو کبھی نہیں پوچھتا کہ جانور لنگڑا تو نہیں تھا، اندھا اور کان کترا تو نہیں تھا، مگر جو جانور سنت خلیل اللہ اور سنت حبیب اللہ کے طور پر قربان کرنا ہوتا ہے اس میں کوئی عیب پسند نہیں کرتا کیونکہ اللہ تعالیٰ! ان محبوبوں کی سنت میں ذبح ہونے والے جانور میں عیب گوارا نہیں کرتا جب اللہ کو محبوبوں سے منسوب جانور میں عیب گوارا نہیں تو وہ ان محبوبوں میں کیسے عیب گوارا کرسکتا ہے، ہاں اسی لئے اللہ اپنے محبوبوں کو ہر عیب سے پاک پیدا فرماتا ہے۔

☆......حج میں جانور ذبح کرنے کے بعد گویا حجامت بنوانے، غسل کرنے، جسمانی میل کچیل کو دور کرنے، کپڑے بدلنے کا حکم ہے حالت احرام میں یہ تمام کام کرنے کی ممانعت ہے۔

☆......نذریں پوری کرنا حکم خداوندی سے ثابت ہے۔ جو نذر و نیاز بزرگان دین کی بارگاہوں میں مانی جاتی ہے وہ سراسر اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہوتی ہے۔ یہاں بزرگوں کی خدمت مقصود ہے۔

☆......طواف سے مراد طواف زیارت ہے۔

☆......بیت اللہ شریف، سب سے پرانا گھر ہے، اسکی تاریخ بہت ہی عظیم اور قدیم ہے۔ اور بہت ہی شاندار ہے۔

☆......اللہ تعالیٰ کی نشانیوں (شعائر اللہ) کی تعظیم واحترام ہی دلوں کا تقویٰ ہے۔

☆......شعائر اللہ کی تعظیم سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بتوں کی نجاست سے بچنے اور جھوٹی بات سے پرہیز کرنے کا حکم دیا ہے۔ نیز شرک سے بیزار ہوکر خالص اللہ کی بندگی کرنے کا حکم دیا ہے، اور مشرک کیلئے آسمان سے گرتے اور کسی پرندے یا ہوا کے ذریعے ''مکان سحیق'' یعنی دور کی جگہ پہ جا پڑنے کی مثال بیان کی ہے۔ معلوم ہوا کہ بتوں کی نجاست وشراکت اور چیز ہے۔ جبکہ ''شعائر اللہ'' کا ادب واحترام اور چیز ہے۔

☆......اگر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا ادب واحترام بھی شرک کے زمرے میں شامل ہوتا یا یہ نشانیاں بھی ''اوثان واوتان'' کے حکم میں شامل ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کبھی ''شرک وکفر'' کے بیان کے بعد شعائر اللہ کی تعظیم کا حکم نہ دیتا اور اس تعظیم کو دلوں کا تقویٰ قرار نہ دیتا۔

☆......جو لوگ اوثان (بتوں) اور شعائر (نشانیوں) میں فرق نہیں کرتے، وہ قرآن پاک کے ساتھ بے انصافی کرتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرنے کی مذموم کوشش کررہے ہیں۔ گویا وہ بغیر علم کے اور کتاب منیر کے اللہ تعالیٰ کے احکام کے بارے میں جھگڑا کررہے ہیں۔

☆......اگر صفا و مروہ، مقام ابراہیم، حجر اسود، آب زم زم، قربانی کے جانور، اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں تو مدینہ مبارکہ کے کوچہ و بازار، اہل اللہ کے تبرکات و آثار، صوفیہ و علماء کے روشن دربار بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔

☆......قربانی کے جانور بھی اللہ تعالیٰ کے شعائر ہیں۔ گویا جو جانور بھی محبوبان خدا کے ساتھ منسوب ہو جائے وہ تعظیم کے قابل ہو جاتا ہے، حضرت اسماعیل کا دنبہ، حضرت صالح کی اونٹنی، حضرت عیسیٰ کا گدھا، حضرات کہف کا کتا، اور حضور نبی اکرم ﷺ کی ناقہ یہ سب جانور جنت میں جائیں گے۔

☆......جانور حضرت انسان کی طاعت کیلئے پیدا کیے گئے۔ اور وہ تو اپنے مقصد کو پورا کر رہے ہیں، جبکہ انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کیلئے پید ہوا ہے کاش وہ بھی اپنا مقصد پورا کیا کرے۔

☆...... یہ حج بیت اللہ کے مختلف مقامات بیان کئے گئے۔ مولا کریم یہ سعادت عطا فرمائے تو دیکھنے میں آتا ہے کہ اس مبارک سفر کا ہر لمحہ نور کا گہوارہ محسوس ہوتا ہے اور سرور کا سرچشمہ دکھائی دیتا ہے۔

☆......قربانی سے تقویٰ اور اخلاص مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جانوروں کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے، البتہ دلوں کا تقویٰ ضرور پہنچتا ہے۔ تا کہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کی رضا کیلئے جانوروں کا خون بہانے والے وقت آنے پر اپنا خون بھی بہانے سے دریغ نہیں کریں گے، بندۂ مومن کی نماز، قربانی، زندگی، موت سب کچھ اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتا ہے۔ اسی ایثار و اخلاص سے اسے بندگی کی معراج نصیب ہوتی ہے۔

☆☆........................☆☆☆........................☆☆

## تحدیثِ کرم

غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

خدا کے دستِ ذوالعطا کا خاص اہتمام ہیں
سمائے فکر و آگہی کے انجم دوام ہیں
شعور کی نوید ہیں، سکون کا پیام ہیں
جہاں ہمارا مقتدی، جہاں کے ہم امام ہیں
زمانہ بھر کی عظمتیں سبھی ہمارے نام ہیں
غلام ہیں غلام ہیں رسول کے غلام ہیں

ہمیں جہان تیرگی میں نور کے سفیر ہیں
ہمیں نجوم روشنی، ہمیں مہ منیر ہیں
ہمیں رہ حیات میں نشان نا گزیر ہیں
ہمیں جہان تاز ہیں ہمیں جہان گیر ہیں
ہمارے دل کے ولولے زُباں زدِ عوام ہیں
غلام ہیں غلام ہیں رسول کے غلام ہیں

ہمیں نظر فزا ہوئے، ہمیں دلآفریں ہوئے
ہمیں شریک اولیں، متاع آخریں ہوئے
ہمیں ستارے بن کے رفعتوں پہ جا گزیں ہوئے
ہمیں زمیں کے پھول آسماں کے ہمنشیں ہوئے
عروج کی رہوں میں تیز رو ہیں تیز گام ہیں
غلام ہیں غلام ہیں رسول کے غلام ہیں

ہمارے دم قدم سے رنگ موسم بہار ہے
ہماری برکتوں سے کیا امان ہے قرار ہے
ہماری کاوشوں سے دو جہاں کا بیڑا پار ہے
ہمارا انتظار تھا، ہمارا انتظار ہے
ہمارے ہاتھ میں مچلتی آرزو کے جام ہیں
غلام ہیں غلام ہیں رسول کے غلام ہیں

جہاں میں بے مثال ہم جہاں میں بے نظیر ہم
نبی کے خوان بار گاہ کے پلے فقیر ہم
نبی کی زلف عنبریں کے پیچ میں اسیر ہم
کمان قدر سے چھٹے ہوئے قضا کے تیر ہم
سر عدو پہ ہم غضب کی تیغ بے نیام ہیں
غلام ہیں غلام ہیں رسول کے غلام ہیں

نکھار دیں گے خون صد جگر سے رخ امید کا
قریب سے قریب تر ہے دن ہماری عید کا
کریں گے پیچھا تاقیام حشر ہر پلید کا
جنازہ اٹھے گا جہاں سے اب ہر اک یزید کا
کہ شہسوار کربلا کی ے سے شاد کام ہیں
غلام ہیں غلام ہیں رسول کے غلام ہیں

درس حدیث

# ہر لحظہ نیا طور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غلام مصطفیٰ ایم اے مجددی

## فرمانِ نبوی ہے!

☆......میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب قبروں کی زیارت کیا کرو، کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی فکر پیدا کرتی ہیں (ابن ماجہ)

☆......جس آدمی نے مدینہ منورہ میں آ کر میری زیارت کی میں اسکا شاہد اور شفیع ہوں گا۔..................(سنن دار قطنی)

☆......جس نے میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے حیات ظاہر میں میری زیارت کی۔..................(طبرانی اوسط)

☆......جس سے ہو سکے وہ مدینہ منورہ میں مرے، جو مدینہ منورہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا۔..................(ترمذی)

☆......مدینہ شریف کے راستوں پر فرشتے مقرر ہیں، اس میں طاعون اور دجال داخل نہیں ہو سکتا۔..................(مسلم)

☆......لوگ اسے یثرب کہتے ہیں اور وہ مدینہ منورہ ہے، اور وہ بُرے لوگوں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کرتی ہے۔ (مسلم)

## ......اشارات......

☆......حدیث پاک میں مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کا حکم موجود ہے۔ جن لوگوں کو دین کے ''منسوخ احکام'' پر عمل کرنے کا بہت شوق ہے وہی ''زیارت قبور'' کا انکار کرتے ہیں، حالانکہ حکم ناسخ بہت واضح ہے کہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔

☆......زیارت قبور کا فائدہ یہ ہے کہ دنیا سے بے اعتنائی کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔

☆......جب عام مسلمانوں کی قبروں کی زیارت کیلئے ارادہ باندھ کر جانا اور زیارت کرنا جائز ہے اور فائدہ مند ہے تو سید المرسلین رحمۃ اللعالمین ﷺ کے روضہ انور کی زیارت کا کیا عالم ہوگا، وہاں جا کر تو ایک محب صادق کو دنیا کی ہر چیز بھول جاتی ہے اور ہمیشہ کیلئے اس جان ایمان کے قدموں میں حاضر رہنے کو دل مچلتا رہتا ہے۔

آج کی رات میسر ہے جوان کی قربت<br>زندگی کاش کہ اس رات سے آگے نہ بڑھے

☆......ایک مرد مومن کی قبر مبارک کا بہت مقام ہے۔ وہ جنت کی ایک کیاری ہوتی ہے۔ حضور پر نور ﷺ کی قبر مبارک کی کیا شان ہوگی۔

☆......امام قسطلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ''اس بات پر اجماع امت ہے کہ زمین کے جس حصے پر جسم مصطفیٰ جلوہ گر ہے وہ تمام زمین حتیٰ کہ کعبہ مبارکہ سے بھی افضل ہے۔..........(مواہب لدنیہ جلد ۲ ص ۳۹۶)

☆......حضرت امام علائی فرماتے ہیں'' جسم مصطفیٰ سے متصل زمین کعبہ اور عرش سے بھی افضل ہے۔..................(در مختار جلد ۲ ص ۳۵۲)

☆......حضرت امام محمد شامی فرماتے ہیں'' حضور ﷺ ہی فضیلت کا باعث ہیں، یہ امت، بہترین آپ کی بدولت ہے۔ تو پھر آپ کی قبر مبارک تمام روئے زمین سے کیوں نہ افضل ہوگی، آپ ہی خیرات کا منبع ہیں، اور آپ کی قبر انور پر آنا اور آپ کی زیارت کرنا اور شفاعت و وسیلہ کا سوال عرض کرنا تمام عبادتوں سے افضل ہے اور آپ کی قبر انور کے پاس دعائیں قبول ہوتی ہیں'' (سبل الہدیٰ جلد ۳ ص ۴۵۱)

☆......حدیث پاک میں روضہ مصطفےٰ ﷺ کی زیارت کا انعام درج ہے کہ حضور ﷺ کی شہادت وشفاعت نصیب ہوگی، یہ انعام عبادت سے نہیں ملتا، زیارت سے ملتا ہے۔

☆......روضہ مصطفےٰ ﷺ عرش سے بھی افضل ہے، دیکھئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے ہیں، اور چوتھے آسمان پر ہیں، شکر گزاروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، تم شکر کرو، تمہیں اور نعمتیں عطا کروں گا۔ تو اب شکر کرنے کی وجہ سے چاہیے تھا کہ ان کو چوتھے آسمان سے عرش اعظم پر لے جایا جاتا لیکن ان کو زمین پر لایا جائے گا اور روضہ مصطفےٰ میں جگہ دی جائے گی، معلوم ہوا کہ نعمتوں کی بلندی عرشوں اور فرشوں پر بھی سے بھی نہیں جو بلندی قربِ محبوب میں پائی جاتی ہے،

☆......زیارت کرنے والا روضہ رسول کی طرف منہ کر کے شفاعت کا سوال کرے۔ اپنی حاجات بارگاہِ رسول میں عرض کرے، یہی جمہور آئمہ کرام، امام مالک، امام احمد رضی اللہ عنھم کا قول ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہٗ کا بھی یہی مذہب ہے۔ آپ نے حدیث پاک لکھی ہے'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہٗ فرماتے ہیں کہ صحابہ وتابعین کا طریقہ ہے کہ جب تم روضہ محبوب پر آؤ تو اپنی پشت قبلہ کی طرف کرو اور چہرہ روضہ محبوب کی طرف کرو اور عرض کرو **السلام علیک ایھاا لنبی ورحمة الله وبر کا ته**''

(مسند امام اعظم ص ۱۰۳)

☆......تمام علماء احناف سے بھی اسی امر کی تصریح ملتی ہے۔

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ اس انہماک سے حاضر ہوتے، لگتا تھا جیسے نماز پڑھ رہے ہوں، (کتاب الشفاء)

☆......حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کا فرمان ہے کہ'' میرے نزدیک آرام گاہ مصطفےٰ سے بڑھ کر کوئی چیز اہم نہیں' (بخاری)

☆......روضہ رسول کی زیارت جلوۂ رسول کی زیارت کے مترادف ہے، بس نگاہوں میں ایمان کی روشنی ہونی چاہیے۔

☆...... مدینہ منور کو تمام تر مرتبہ ذات مصطفےٰ اور آرام گاہِ مصطفےٰ کی بدولت ہے۔

☆......حج مکہ میں ہوتا مگر قبول مدینہ میں ہوتا ہے۔

☆...... برکاتِ قدمِ مصطفےٰ کا کیا کہنا، مدینہ منورہ ایمان کا قلعہ بن گیا، طاعون اور دجال جیسی بلاؤں سے بھی محفوظ رہے گا۔ یہ خبر غیب ہے۔ علم مستقبل ہے،۔ جس کو باذن اللہ حضور جانتے ہیں۔

☆......مدینہ منورہ کو یثرب نہیں کہنا چاہیے۔ سرکار مدینہ نے فرمایا'' یہ مدینہ ہے، مدینہ کا لفظ دین سے نکلا ہے۔ جس کا معنی ہے اطاعت، اسے مدینہ اسلئے کہتے ہیں کہ یہ شہر اطاعتِ خدا اور اطاعت مصطفےٰ کا اولین گہوارہ ہے۔ یا پھر یہ لفظ ''مدن' ' سے نکلا ہے جس کا معنیٰ اجتماعیت، گویا یہ تمام اہل اسلام کی اجتماعت کا باعث ہے۔ اخوت کا ذریعہ ہے۔

☆......حضور پرنور ﷺ کی نسبتوں کا فیض دیکھئے، بیماریوں کا گھر'' اطاعت واجتماعیت کا مرکز بن گیا، نور وسرور کا محور بن گیا، اب یہ طابہ بھی ہے، طیبہ بھی ہے۔ منورہ بھی ہے، مکرمہ بھی ہے، حضور ﷺ سے پہلے لوگ وہاں جانے پر ملامت کرتے تھے، ان کے قدم لگنے کی دیر تھی، اب یہ لوگ وہاں نہ جانے پر ملامت کرتے ہیں، کیوں کہ وہ شہر پہلے دارالبلا تھا۔ اگر اب دارالشفاء ہے، دار العطا ہے، دارالبقا ہے، دارالضیا ہے، دارالوفا ہے۔

☆...... برے لوگوں کو دور پھینک دیتا ہے، امام ابوعبد اللہ مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اگر یہ وصف عہد رسالت کے ساتھ مخصوص ہو تو پھر کوئی اشکال نہیں، اگر یہ وصف عام ہو تو اس حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ بدعقیدہ افراد کے برے عقیدوں کو مدینہ منورہ میں فروغ حاصل نہ ہو سکے گا۔

(اکمال المعلم جلد ۳ ص ۴۷۰)

☆......مدینہ منورہ کی جانب اٹھنے والے ہر قدم پر جلوہ طور کی برسات ہے۔ کوہ طور کو کلیم اللہ کی برکتوں سے، وادی ایمن، بعقہ مبارکہ، وادالمقدس جیسے القاب حاصل ہیں تو مدینہ طیبہ کا حبیب اللہ کی نسبتوں سے کیا مرتبہ ہو، سرمہ طور آنکھوں کو روشنی دیتا ہے تو غبارِ مدینہ برص اور جزام جیسی بیماریوں کو ختم کر دیتا ہے، مدینہ کی کھجور، زہر کا علاج ہے، اس شہر محبوب کی گلیوں، بازاروں، مکانوں، محلوں، باغوں، کھیتوں، صحراؤں، راستوں، پہاڑوں میں رسول خدا ﷺ کی برکتیں موجزن ہیں۔

ہر لحظہ نیا طور، نئی برق تجلی
اللہ نہ کرے مرحلہ شوق ہو طے

☆..........☆☆☆..........☆

❀❀❀

# توحید اور محبوبان خدا کے کمالات

قسط:۲۶

پروفیسر محمد حسین آسی

دیکھا آپ نے امت مسلمہ کو مشرک کہنے والے اور ملت اسلامیہ میں انتشار کے دروازے کھولنے والے قرآن پاک سے کتنے بے نیاز ہیں حدیث پاک سے کتنے دور ہیں۔ تکفیر کی توپ چلا رہے ہیں اور اندھا دھند گولے برسا رہے ہیں اس سے انہیں کوئی غرض نہیں گولے کہاں گرتے ہیں اور نقصان کس کا ہو رہا ہے، ہمارے ایک پروفیسر صاحب تھے تجمل حسین راٹھور جو ہمیں انگریزی پڑھایا کرتے تھے۔ فلسفی تھے بلکہ فلسفہ ان کا اوڑھنا بچھونا تھا، ایک فلسفی کی زندگی جئے اور فلسفی کو موت مرے، فرمایا کرتے تھے۔

*A philosopher is a blind man looking for a blind cat in a dark room which is not there.*

ترجمہ: فلسفی ایک اندھا آدمی ہے جو ایک اندھی بلی کی تلاش کر رہا ہے وہ بھی ایک تاریک کمرے میں اور بلی وہاں موجود ہی نہیں ہے۔

فلسفی ایسا ہی ہوگا مگر ہمارے مشاہدے کے مطابق محبوبان خدا کا منکر بھی ایسا ہی اندھا ہے بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ کسی تاریک سرنگ میں کچھ تلاش کر رہا ہے۔ کیا تلاش کر رہا ہے؟ خود اسے بھی معلوم نہیں۔ توحید توحید کا شور مچا رہا ہے مگر اسے قطعاً خبر نہیں کہ توحید کیا ہے اس کی حدود کیا ہیں؟ اس کے تقاضے کیا ہیں؟ اس کی برکات کیا ہیں؟ اس کے باوجود وہ اپنے سوا سب کو توحید کا دشمن اور مشرک جانتا ہے۔ چونکہ اندھا ہے اس لئے نہیں جانتا کہ نادانستہ طور پر توحید کے ساتھ جو وہ سلوک کر رہا ہے از بے حد رحمانہ و بہیمانہ ہے۔ آیئے آج اس کے اندھے پن کے کرشمے دیکھیں۔

اسی رمضان المبارک کی بات ہے، شکر گڑھ میں ایک نوجوان نے لوگوں کو سحری کیلئے بیدار کرنا چاہا تو اعلان کیا!

اٹھو روزہ دارو اور اللہ رسول ﷺ کے پیارو جنت کے حقدارو وغیرہ وغیرہ............ صبح نماز کے بعد اسی مسجد کے مولوی صاحب نے بڑے جلالی انداز میں درس قرآن دیا جس میں ثابت کرنے کی کوشش کی کہ کوئی اللہ کا پیارا نہیں ہوتا اور کسی کو اللہ کا پیارا کہنا بھی شرک کی بات ہے۔

دیکھا آپ نے توحید کا نشہ۔ اپنے خدا کے بارے میں کتنا سنگدلانہ طرز فکر ہے۔ خود سوچیے کیا قرآن پاک اس طرز فکر کی تائید کرتا ہے، ہرگز نہیں۔ مگر جو بدبخت اللہ کے پیاروں کا ازلی دشمن ہے، اب اگر اللہ کے پیار کا بھی منکر ہو گیا ہے تو کیا تعجب۔ معاذ اللہ سوچیے قرآن پر عمل کرنے سے بھی کوئی اللہ کا پیارا نہیں ہوتا تو قرآن کا فائدہ؟ اور اطاعات و عبادات بجا لانے سے بھی خدا کا پیار میسر نہیں آتا تو ان کا مقصد؟ حق یہ ہے کہ جس طرح انگریزی لڑکی کے بارے میں کہا جاتا کہ وہ شرم و حیا کا مفہوم سمجھ ہی نہیں سکتی، یوں ہی اللہ کے پیاروں کا باغی اللہ کے پیار کا معنیٰ سمجھ ہی نہیں سکتا۔ اس کی سرشت ہی پیار کے منافی ہے۔ یہ ''قہر'' کیلئے بنا ہے، قہر میں ڈوبا ہے، قہر میں ہے اور قہر میں رہے گا۔ پیار کی باتیں تو پیار والوں کیلئے ہوتی ہیں۔ اسے پیار سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں ہاں اس کیلئے اللہ کا قہر ہی ہے۔ سچ فرمایا مولا غفار و قہار نے (حدیث قدسی میں)

ترجمہ: "انا عند ظن عبد ی بی"............ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوتا ہوں جو مجھ سے رکھے۔ (یعنی میرا بندہ میرے متعلق جیسا گمان رکھے گا، میں بھی ایسا ہی بدلہ دوں گا)

کہتے ہیں اسی قسم کا 'کامل' توحید پرست پہلے زمانے میں بھی ایک ہوا ہے، جس کا نام تھا جعد بن درہم۔ وہ کہتا تھا خالق کو مخلوق سے اور مخلوق کو خالق سے پیار نہیں ہو سکتا کیونکہ دونوں میں کوئی مناسبت ہی نہیں اسے خالد بن عبداللہ قسری

امیر عراق و مشرق نے عین عیدالاضحی کے دن ذبح کیا، ذبح سے پہلے اس نے یوں اعلان کیا۔

" یا ایھا الناس ضحو ا تقبل اللہ ضحا یا کم فا نہ انا مضح با لجعد بن درھم انہ زعم ان اللہ لم یتخذ ابرا ھیم خلیلاً"

ترجمہ: اے لوگو! قربانی کرو اللہ تمہاری قربانیاں قبول فرمائے میں جعد بن درہم کی قربانی کروں گا جس نے گمان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل نہیں بنایا۔

پھر کیا ہوا۔

" ثم نزل فذبحہ، وکان ذ لک فتویٰ زما نہ من علما ء الدین "

..............(شرح فقہ اکبر از ملا علی قاری)

ترجمہ: پھر امیر نے منبر سے اتر کر اسے ذبح کیا اور یہ فتویٰ تھا اس دور کے علمائے دین کا۔

شریعت نافذ ہو تو نئے فتنوں کو یوں دبایا جاتا ہے اور اگر شریعت ہی نافذ نہ ہو تو جو جو چاہے کہے اور جس طرح چاہے دین میں رخنہ اندازی کرے، خدانخواستہ اگر حکومت ہی اسلام دشمنوں کی ہو تو اسلام کا خدا ہی حافظ۔ فتنہ پھیلانے والے کو اس بات سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ میں کسی علم والے سے مل کر اپنی غلط فہمی دور کر لوں (شیطان نے اسے یہ ذہن نشین کرایا ہوتا ہے کہ دور حاضر میں تیرے جیسا عالم کوئی اور نہیں) اسے اس بات کی پرواہ نہیں کہ عام مسلمانوں کی راہ کیا ہے اور اکثریت کا عقیدہ کیا ہے، بلکہ اس کی سرکشی اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ حدیث پاک بلکہ قرآن پاک سے بھی بے نیاز ہو جاتا ہے، دیکھئے قرآن پاک فرماتا ہے۔ (آیت کا آخری حصہ)

...... فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون o......(الانبیاء ۷)

ترجمہ: (اے لوگو) علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔ (کنزالایمان)

اسی قرآن پاک میں ہے

" و تلک الا مثال نضر بھا للناس و ما یعقلھآ الا العلمون O (العنکبوت۔۴۳)

ترجمہ: یہ مثالیں ہیں جنھیں ہم لوگوں کیلئے بیان فرماتے ہیں اور انھیں نہیں سمجھتے مگر عالم

خود علم نہیں تو کسی اہل علم و ذکر سے اپنی غلط فہمی کا ازالہ کرا لو یا کسی اہل علم سے قرآن پاک کا فیصلہ معلوم کر لو۔ مگر فتنہ پرداز طبعیتیں اسے بھی گوارا نہیں کرتیں۔ پھر فیصلہ کرنے کا اور سیدھی راہ دریافت کرنے کا ایک اور طریقہ بھی قرآن پاک نے بیان فرمایا ہے یعنی یہ دیکھیں امت کی اکثریت کدھر ہے، ارشاد ہوتا ہے۔

" ومن یشا ق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی و یتبع غیر سبیل المو منین نو لہ ما تو لیٰ و نصلہ جھنم و ساءت مصیرا ً

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق کا راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے، ہم اسے اسکے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری پلٹنے کی جگہ ہے

عام مسلمانوں کی یہی راہ ہے، جس کے بارے حدیث پاک فرماتی ہے۔

" علیکم با لجما عتہ و العا متہ"

(مسلمانوں کی) جماعت اور عام لوگوں کے ساتھ رہو۔............(احمد)

کسی عالم سے پوچھنا تو درکار، مسلمانوں کی عام روش کا خیال تو ایک طرف، واللہ قومی یکجہتی کو پارہ پارہ کرنے والے ایسے بدنصیب ہوتے ہیں کہ واضح روایات حدیث بلکہ قرآنی آیات مقدسہ کو بھی خاطر میں نہیں لاتے دیکھئے یہی شخص جعد بن درہم جس کا ذکر اوپر گزرا ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خلیل ہونے کا انکار کرتا رہا، اس نے حدیث پاک بلکہ قرآن پاک کی بھی پروا نہیں کی۔ قرآن پاک نے دوٹوک انداز میں اعلان فرمایا۔

" و اتخذ اللہ ابرا ھیم خلیلاً" o ............(النساء۔ ۱۲۵)

ترجمہ: اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا خلیل (یعنی گہرا دوست) بنایا۔

جو لفظ صراحت سے قرآن پاک میں موجود ہے، اس کا بھی انکار کرنا کتنا ظلم ہے، مگر افسوس ظالموں کو احساس تک نہیں۔ ہاں ان کو ایک ہی شوق ہے وہ ہے مسلمانوں کو کافر کہہ کر ان میں انتشار پھیلانے کا وہابی اول علی الاطلاق یعنی محمد بن عبدالوہاب کی یہی سنت ہے۔ مورخین کہتے ہیں کہ وہ اپنے دور سے چھ سال پہلے تک کے عرصے میں کسی کو مسلمان نہیں سمجھتا تھا۔ (الدرر السنیہ)

اور برصغیر کے وہابی اول جناب محمد اسمعیل کا بھی یہی حال تھا اس نے بھی تکفیر کی مشین چلائی۔ اگر اس کے فتویٰ شرک کی "ہمہ گیری" کو سامنے رکھیں تو اس سے کوئی محفوظ نہیں رہتا، اس کے شوق تکفیر کا یہ عالم ہے کہ نبی بخش، علی بخش، حسین بخش، پیر بخش جیسے ناموں والے مشرک حضور انور ﷺ کو حاضر و ناضر غیب دان شفیع سمجھنے والے سب مشرک، انبیاء و اولیا سے توسل کرنے والے، انہیں پکارنے والے اللہ کی رحمت کا مظہر سمجھ کر بھی ان سے

امداد مانگنے والے سب مشرک، کسی کا ختم دلانے والے، کسی کے نام کا وظیفہ کرنے والے، مدینہ شریف کے جنگل کا ادب کرنے والے، مدینہ منورہ کی طرف ادب شائستگی سے جانے والے سب مشرک، تو چند یہ موٹی موٹی چند باتیں ہیں، ان کی شرکیات کا دائرہ اس کے مقابلے میں بہت ہی وسیع ہے۔ کسی کی قبر کو چومنے والے وہاں مور چھل جھلنے والے مشرک فتوئ شرک کا جوش دیکھئے، ساری امت کو حتی کہ اپنے آپ کو بھی مشرک کہہ دیا۔ اس کی تفصیل کہ حدیث پاک میں وارد ہے' دجال کے خروج اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے کہیں بعد ایک ہوا چلے گی جس سے ایسے تمام لوگ وفات پا جائیں گے جن کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ ابھی دجال نکلا نہ جناب مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوئے مگر اسمٰعیل دہلوی کا شوقِ تکفیر دیکھئے، حدیث پاک کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے
گی جس کے دل میں ہوگا ایک رائی دانہ بھر ایمان
سو رہ جائیں گے وہی لوگ جن میں کچھ بھلائی
نہیں سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے
دین پر''

آخر میں '' ف '' یعنی فائدہ بتاتے
ہوئے لکھا ہے

''سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا''

سوچیے، لکھنے والے نے حدیث پاک کی رو سے اس ہوا کا ذکر کر کے جو ذرا سا ایمان رکھنے والے کسی فرد کو زندہ نہیں چھوڑے گی، صاف لکھ دیا ہے کہ سو ''پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا، گویا دنیا سے ایمان والے سب اٹھ گئے۔ جو لوگ زندہ ہیں، ان میں ایمان دار ایک بھی نہیں ہے۔ اب اس کے بعد اسمٰعیل اپنا اور اپنی جماعت کا مومن ہونا کیونکر ثابت کرے گا۔

؎ میاں نجار بھی چھیلے گئے ساتھ
نہایت تیز ہیں یورپ کے رندے

الحمد للہ وہ ہوا ابھی نہیں چلی جو ایمانداروں کی وفات کا سبب بنے گی، مگر اسمٰعیل جس نے چلنے کا اقرار کیا اور وہ لوگ جو تقویت الایمان پر ایمان بالغیب رکھتے ہیں فتوئ کفر سے کیونکر بچیں گے۔ اسمٰعیل نے جب یہ کتاب لکھی، زندہ تھا اور اس کے خیال میں ہوا کے چلنے کے بعد کوئی مومن زندہ نہیں رہے گا، تو ظاہر اپنے اقرار کے مطابق دائرہ ایمان سے خارج ہو گیا، فتاویٰ عالمگیری ج ۲ میں تصریح ہے کہ جو اپنے آپ کو کافر کہے وہ کافر ہو جاتا ہے، اس پر اس کا وبال اس اعتبار سے بھی ہے کہ اس نے ساری امت کو کافر بنا دیا، شفا شریف میں ہے' جو ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی راہ نکلے، اس کے کفر میں شبہ نہیں'.................(الطیب البیان)

غور کیجئے کیا یہ محبوبان خدا ہی کی بے ادبی، ان کے کمالات کے انکار اور امت مسلمہ کی تکفیر کا ہی بدلہ تو نہیں کہ سب کو مشرک کہتے کہتے آخر اپنے آپ کو بھی بے ایمان کہہ گیا۔ واقعی خدا کی لاٹھی بے آواز ہے اور اس کے انتقام لینے کے انداز بالکل انوکھے ہیں۔ حدیث بخاری میں آپ پڑھ چکے۔

'' من عادی لی ولیاً فقد اذنته بالحرب''

ترجمہ: جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے، میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں۔

جو شخص اللہ کے کسی ایک ولی کا دشمن ہو، اللہ اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے اور مشہور وہابی مولوی عبد الجبار غزنوی کے مطابق اس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے، جو سب ولیوں کا دشمن ہو، اس کا حال کیا ہوگا بلکہ جو سب نبیوں کا بھی گستاخ و باغی ہو۔ اس کا انجام کتنا ہولناک اور عبرت ناک ہونا چاہیے۔ تقویت الایمان کا غور سے مطالعہ کریں تو کئی دردناک لطائف سامنے آتے ہیں اور یوں لگتا ہے جیسے اپنے محبوبوں کو عظمتیں دینے والے گستاخ کا ایمان ہی نہیں، عقل بھی سلب کر لی ہے، چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے۔

۱......وہ اللہ کریم جس کی توحید کا شور مچا کر ہر موحد کو مشرک بنانا مقصدِ حیات ٹھہرایا، اسی کی شان اسمٰعیل صاحب کی زبان سے سنئے

''غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب
چاہے کر لیجئے، یہ اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے''

معاذ اللہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کو بھی غیب کا علم ہر وقت نہیں ہوتا، بلکہ جب چاہتا ہے، غیب کا حال دریافت کر لیتا ہے۔ یعنی معاذ اللہ جب چاہے جاہل ہو، جب چاہے عالم۔ یہ صریحاً کفر ہے۔ اللہ پاک اس سے بالاتر ہے کہ کسی وقت بھی اس کا علم یا کوئی اور وصف اس سے جدا ہو سکے،

۲......تقویت الایمان میں علم کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے
ہے، خواہ اللہ کے دینے سے، غرض اس عقیدے سے
ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

اگر انبیاء و اولیاء علیہم السلام والرضوان کے علم کو خداداد مان کر بھی شرک ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کا علم بھی کسی کا دیا ہوا ہے کیونکہ خود مصنف نے چند سطروں کے فاصلے پر شرک کی تعریف یوں کی ہے کہ یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا۔...... (تقویت الایمان)

۳......اسی تقویت الایمان میں ہے۔

"اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے، پھر خواہ
یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے یا
یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے، ہر
طرح شرک ثابت ہوتا"

غور فرمایئے کسی کیلئے اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا شرک ہے۔ اب اگر کسی میں اللہ کا بخشا ہوا تصرف ماننے سے بھی شرک لازم آئے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ کا اپنا تصرف بھی ذاتی نہیں بلکہ کسی اور کا دیا ہوا ہے۔ اور اللہ کے بارے میں یہ تصور ہی قطعاً مشرکانہ ہے۔ دیکھا دوسروں کو مشرک کہنے والا خود کس قعرِ شرک میں کود رہا ہے۔

۴......اولیاء اللہ کی قبور کی تعظیم سے روکنے کیلئے فرماتے ہیں۔

"ان کی قبر کو بوسہ دیوے، مورچھل جھلے، اس پر
شامیانہ کھڑا کرے، چوکھٹ کو بوسہ دے ......
اس کو اشراک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی
سی تعظیم کسی کی کرنی"

معاذ اللہ معاذ اللہ اگر اولیاے اللہ کی قبر کو بوسہ دینا وہاں مورچھل جھلنا اس پر شامیانہ کھڑا کرنا یا اس کی چوکھٹ کو بوسہ دینا اللہ کی سی تعظیم ہے اور اللہ نے یہ سارے کام اگر اپنی تعظیم کیلئے خاص کر لئے ہیں جیسا کہ اسمٰعیل کو زعم ہے تو لازم آئے گا کہ معاذ اللہ اللہ کی بھی کوئی قبر ہے جس کا بوسہ لینا توحید کی ضمانت و علامت ہے، جہاں مورچھل جھلایا جا سکتا ہے، اور جس کی چوکھٹ بھی ہے..........معاذ اللہ یہ ہے اسمٰعیل پر اس کی شیطانی توحید کا وبال۔

## ......گھبرانے کی بات نہیں......

(پروفیسر محمد حسین آسی)

اک دن آقا ﷺ بھی آئیں گے، گھبرانے کی بات نہیں
بندہ نوازی فرمائیں گے، گھبرانے کی بات نہیں
جور و استبداد کے طوفاں اب تھمنے ہی والے ہیں
مارنے والے مر جائیں گے، گھبرانے کی بات نہیں
آج ہمیں جو پہناتے ہیں زنجیریں، وہ سن رکھیں
کل ہم ان کو پہنائیں گے، گھبرانے کی بات نہیں
پاکستان کے دشمن سن لیں، اب نہ کبھی یہ سمٹے گا
اس کو اور بھی پھیلائیں گے، گھبرانے کی بات نہیں
شور بتوں کا سن سن کر کیوں آپ پریشان ہوتے ہیں
یہ ہنگامے دب جائیں گے، گھبرانے کی بات نہیں
جب ہم تھے سلطان زمانہ اور ایک دنیا ڈرتی تھی
وہ دن پھر اب لوٹ آئیں گے، گھبرانے کی بات نہیں
پھر ہے ابابیلوں کا لشکر کنکریاں برسانے کو
ہاتھی بھوسہ بن جائیں گے، گھبرانے کی بات نہیں
طارق ابن زیاد سفینے پھر ساحل پر جلائے گا
پھر ہم دنیا پہ چھائیں گے، گھبرانے کی بات نہیں
بیت المقدس کی جانب پھر عازم ہو گا ایوبی!
مات عدو اب پھر کھائیں گے، گھبرانے کی بات نہیں
بوسنیا کشمیر پہ بے شک امن کی بارش برسے گی
ظلم کے بادل چھٹ جائیں گے، گھبرانے کی بات نہیں
نام نبی ﷺ پہ قربان اپنا مال بھی، جان بھی، عزت بھی
کیوں ہم موت سے گھبرائیں گے، گھبرانے کی بات نہیں
طوفانوں کا منہ ہی کیا ہے روک سکیں یلغار اپنی
طوفانوں سے ٹکرائیں گے، گھبرانے کی بات نہیں
لال قلعہ دہلی پر ہم اپنی نظریں گاڑے ہیں
جلد ہی پرچم لہرائیں گے، گھبرانے کی بات نہیں
مرشد کا صدقہ ہم آسی ان کے جلوے دیکھیں گے
پردہ وہ رخ سے سرکائیں گے، گھبرانے کی بات نہیں

# عید الاضحیٰ

## اور

# قربانی کے فضائل و مسائل

**شارح بخاری:** علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

☆☆☆☆☆☆

عیدالاضحیٰ کی قربانی ایک ایسی عبادت ہے جو عہد نبوی سے آج تک بلا اختلاف مسلمان ادا کرتے چلے آئے ہیں، صرف منکرین سنت کا ایک ٹولہ اس عبادت کو فضول قرار دیتا ہے۔ ورنہ روئے زمین کے مسلمان عیدالاضحیٰ کی قربانی کے وجوب کے قائل ہیں۔ دین اسلام کا مقصد وحید یہ ہی ہے کہ توحید خالص کا قیام ہو۔ چنانچہ اس سلسلہ میں قرآنی ہدایات کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین بتوں کیلئے رکوع اور سجدہ اور قربانی کرتے ہیں اور مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ یہ سب کام صرف خدا کیلئے کریں " قل ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العلمین " مشرکین جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر نہ کسی کو اس پر سوار ہونے دیتے ہیں اور نہ ان کا گوشت کھانے دیتے ہیں۔ مسلمانوں کو حکم ہوا تم قربانی کا گوشت خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔" فکلو منھا واطعمو القانع والمعتر" مشرکین جانوروں کو بتوں کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں اور مسلمان ان پر صرف خدا کا نام لیں۔ "فاذکر واسم اللہ علیھا" قرآن نے تصریح کی کہ اللہ تمہاری قربانی کے گوشت کا محتاج نہیں اور اس کے حضور قربانی کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا ہے بلکہ تمہاری خالص نیت پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ دیکھتا ہے کہ کون اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے اور کون نہیں کرتا،

" لن ینال اللہ لحومھا ولا دما وھا لکن ینالہ التقویٰ"

## قربانی ہر امت میں جاری رہی ہے

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی امت کو قربانی کا حکم دیا ہے اور اسے عبادت قرار دیا ہے۔"

''ولکل امۃ جعلنا منسیکالیذ کرو اسم اللہ علی ما رزقھم من بھیمتہ الانعام" ..........(الحج)

''ہم نے ہر امت کے لیے عبادت کا طریقہ مقرر کردیا کہ وہ جانوروں کو اللہ کا نام لے کر ذبح کریں۔ جو ان کو بخشے گئے ہیں۔"

جب قربانی کا عبادت ہونا قرآن سے واضح ہے اور اللہ نے ہر امت کو قربانی کا حکم دیا ہے۔ تو اللہ کے حکم میں تغیر و تبدل کا حق کس کو اور کیسے حاصل ہوسکتا ہے۔ پھر ایک قربانی ہی پر منکرین حدیث کا نزلہ کیوں گرتا ہے۔ حج کو بھی یہ کہ کر ختم کیا جاسکتا ہے کہ لاکھوں روپے ہر سال حج کی ادائیگی پر خرچ ہوتے ہیں اس رقم سے محتاج خانے بنادینے چاہئیں۔ اسی طرح یہ کہنا کہ قربانی حج کے موقع پر صرف مکہ میں ہی ہوسکتی ہے غلط ہے۔ کیونکہ حج کے موقع پر جو قربانی دی جاتی ہے وہ مناسک حج کے متعلق ہے اور قرآن نے حج کی قربانی کو ھدی سے موسوم کیا ہے۔ اور اس کا الگ آیت میں حکم دیا گیا ہے۔ حج کی قربانی بیشک مکہ کے ساتھ خاص ہے۔ لیکن عیدالاضحیٰ کی قربانی ہر مالک نصاب پر واجب ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو۔

☆......حضور سید نور مجسم ﷺ سے سوال ہوا کہ حضوت یہ قربانی کیا ہے۔ حضور نے جواب دیا سنۃ ابیکم ابراھیم (ابن ماجہ) تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے۔

☆......عید کے دن سب سے پہلا کام نماز کے بعد قربانی ہے۔ جس نے نماز کے بعد قربانی کی، اس نے ہماری سنت کو پالیا۔ (بخاری)

☆......دسویں ذوالحجہ میں میں ابن آدم کا کائی عمل اللہ کے نزدیک قربانی

سے زیادہ پیارا نہیں ہے۔قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل بارگاہ الٰہی میں قبول کو پہنچ جاتا ہے۔لہذا قربانی خوش دلی سے کرو۔

☆......جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ دے، ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے قربانی کے جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی کا ثواب ملتا ہے

☆......ابو امامہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ میں قربانی کے جانور خوب کھلا پلا کر موٹا کرتے تھے اور عام مسلمانوں کا بھی یہی قاعدہ تھا۔

☆......حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور اکرم ﷺ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے اور میں بھی دو ہی مینڈھوں کی قربانی کیا کرتا ہوں۔

☆......حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم مدینہ میں قربانی کے گوشت کو نمک لگا کر رکھ دیا کرتے تھے اور پھر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔

☆......حضرت ابن عمر فرماتے ہیں حضور اکرم ﷺ مدینہ میں دس سال مقیم رہے، اس عرصہ میں آپ نے ہر سال قربانی کی..........(مشکوٰۃ، ترمذی)

حضرت علی بن حسیس کہتے ہیں، حضور اکرم ﷺ بقر عید کے دن مینڈھے خریدتے تھے۔خوب موٹے تازے بڑے بڑے سینگوں والے چت کبرے، پھر جب آپ نماز پڑھ چکتے اور خطبہ سے فارغ ہو جاتے تو آپ اس کو ذبح فرماتے تھے۔..........(مسند احمد)

حضور علیہ السلام دس سال مدینہ میں جلوہ فرما رہے، آپ نے قربانی دی اگر قربانی مکہ کے ساتھ خاص ہوتی تو مدینہ میں حضور قربانی کیوں دیتے؟ ایک مسلمان کیلئے تو حضور اکرم ﷺ کے حکم کے بعد کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی ہے۔علاوہ ازیں اگر بقر عید کی قربانی کا اسلام میں کوئی ثبوت نہ ہوتا تو عہد رسالت سے لے کر آج تک کے مسلمان نسلاً بعد نسلاً اس کو کیسے اختیار کرتے چلے آتے۔امت نبویہ کا اس پر متواتر عمل بھی قربانی کی مشروعیت کی بڑی دلیل ہے۔

**عشر ذی الحجہ کے مسائل:** حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے عشر ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات میں عبادت کرنا شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔......(ترمذی، ابن ماجہ)

قرآن مجید سورۃ الفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم یاد فرمائی ہے۔وہ دس راتیں جمہور کے قول میں یہی عشرہ ذی الحجہ کی راتیں ہیں، خصوصاً نوی ذی الحجہ کا روزہ رکھنا، ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہے، اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول ہونا بہت بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے

**تکبیر تشریق:** "اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد" عرفہ یعنی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک جماعت مستحبہ کے بعد ہر مکلف مرد پر ایک مرتبہ تکبیر پڑھنا واجب ہے۔امام بھول جائے تو مقتدی یاد دلائے۔

**ترکیب نماز عید:** عیدالاضحیٰ کے روز یہ چیزیں مسنون ہیں۔صبح سویرے اٹھنا۔غسل و مسواک کرنا۔پاک و صاف کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا۔خوشبو لگانا، عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا۔عید گاہ کو جاتے ہوئے تکبیر مذکورہ الصدر بآواز بلند پڑھنا۔نماز عید دو رکعت ہیں۔مثل دوسری نمازوں کے فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں ہر رکعت کے اندر تین تکبیریں زائد ہیں۔پہلی رکعت میں سبحانک اللھم پڑھنے کے بعد تکبیریں زائد ہیں پہلی رکعت میں قرات سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرات کے بعد رکوع سے پہلے ان زائد تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا چاہیے۔پہلی رکعت میں دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں، دوسری رکعت میں تینوں تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں، چوتھی تکبیر ساتھ رکوع میں چلے جائیں۔نماز عید کے بعد خطبہ سننا چاہیے۔

**قربانی:** قربانی ایک اہم عبادت ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے۔حضور سید عالم ﷺ نے بعد ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا۔ہر سال برابر قربانی کیا کرتے تھے۔جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظمہ کیلئے مخصوص نہیں ہر شخص پر ہر شہر میں بعد تحقیق شرائط واجب ہے۔ (ترمذی)

**قربانی کس پر واجب ہے:** قربانی مسلمان مرد و عورت عاقل، بالغ پر واجب ہے، جسکی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اسکی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ

سے زائد موجود ہوں، یہ مال خواہ سونا یا چاندی یا اسکے زیورات ہوں یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ شامی قربانی کے معاملہ میں سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں، بچہ اور مجنوں کی، ملک میں اگر اتنا مال بھی ہو تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی واجب نہیں۔ اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے مطابق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں (شامی) جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس میں قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگئی۔

**قربانی کے دن:** قربانی صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے دنوں میں قربانی دیں قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں گیارھویں اور بارھویں کی عصر تک ہیں ان میں جب چاہے قربانی کر سکتا ہے۔ البتہ پہلے دن کرنا افضل ہے۔

**قربانی کے بدلے صدقہ وخیرات:** اگر قربانی کے دن گزر گئے۔ ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہیں کر سکا تو قربانی کی قیمت کا فقراو مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ لیکن قربانی کے دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کر دینے سے واجب ادا نہ ہوگا۔ ہمیشہ گناہ رہے گا۔ کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے۔ جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے حج نہیں ہوتا۔ ایسے ہی صدقہ وخیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔ رسول کریم کے ارشادات اور تعامل اور پھر تعامل صحابہ کرام اس پر شاہد ہے۔

**قربانی کا وقت:** جن بستیوں، شہروں میں نماز جمعہ عیدین جائز ہے، وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں، اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کر دی تو اس کو دوبارہ قربانی کرنا لازم ہے۔ البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں۔ یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔ ایسے ہی اگر کسی عذر کی وجہ سے نماز عید پہلے دن نہ ہو سکے تو نماز عید کا وقت گزر جانے کے بعد قربانی درست ہے (درمختار) قربانی رات کو بھی جائز ہے، مکروہ اس صورت میں ہے کہ اندھیرے میں صحیح طریقہ پر ذبح نہ ہو سکے۔

**قربانی کے جانور:** بکر، دنبہ، بھیڑ کی ایک شخص کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے۔ گائے بھینس، بیل، اونٹ، سات افراد حصہ ہو سکتے ہیں بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو کسی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔ بکرا، بکری ایک سال پورا ہونا ضروری ہے اور چھ ماہ کا دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا یہ بھی جائز ہے۔ گائے بھینس دو سال۔ اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ ان عمروں سے کم کے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

☆......اگر جانوروں کو فروخت کرنے والا عمر پوری بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد جائز ہے۔

☆......جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں ٹوٹ گیا ہو تو اس کی قربانی درست ہے، ہاں سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو۔ جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے۔ تو اس کی قربانی درست نہیں۔............(شامی)

☆......خصی (بدھیا) بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔......(شامی)

☆......اندھے، کانے، لنگڑے کی قربانی درست نہیں۔ اسی طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں سے نہ جا سکے۔ اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔

☆......جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں..............(شامی درمختار)

☆......اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔

☆......اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا۔ پھر اس میں کوئی عیب مانع قربانی پیدا ہو گیا تو اگر خریدنے والا غنی صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کیلئے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے۔ اور اگر یہ شخص غنی صاحبِ نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی دے۔......(درمختار)

**قربانی کا مسنون طریقہ:** اپنی قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا، اگر نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے۔ مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی رہنا افضل ہے۔

**مسئلہ:** قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے، زبان سے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں البتہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا

ضروری ہے، سنت ہے کہ جب جانور کو ذبح کرنے کیلئے روبقبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے۔

**" انی وجهت وجهی للذی فطر السموٰات والارض حنیفاً و انا من المشرکین ۝ ان صلاتی ونسکی و محیای ومماتی لله رب العلمین"**

اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

**"اللهم تقبله منی کما تقبلت من حبیبک محمد وخلیک ابراهیم علیهما السلام"**

## قربانی کا گوشت:

۱......جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔

۲......افضل یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے اہل و اعیال کیلئے رکھے۔ایک حصہ اپنے احباب واعزا میں تقسیم کرے۔جس کے اعیال زیادہ ہوں وہ سارا گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔

۳......ذبح کرنے والے کی اجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں اجرت علیحدہ ہونی چاہیے۔

## قربانی کی کھال:

۱......قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا مثلاً مصلےٰ بنالیا جائے یا چمڑے کی کوئی چیز ڈول وغیرہ بنوالیا جائے۔ یہ جائز ہے لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں۔ بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قربانی کی کھال کو فروخت کرنا بدوں نیت صدقہ کے جائز نہیں۔..........(عالمگیری)

۲......کسی کام کی اجرت میں قربانی کی کھال دینا درست نہیں۔

۳......مدارس اسلامیہ کے نادار اور غریب طلبا کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیائے عالم دین کی خدمت بھی۔

چند اہم مسائل: ۱......مسافر پر قربانی اگر چہ واجب نہیں مگر نفل کے طور پر دے تو ثواب پائے گا۔

۲......نابالغ پر نہ خود قربانی واجب اور نہ اس کی طرف سے اس کے باپ یا رشتہ دار پر واجب ہے۔ بیوی اگر صاحب نصاب ہے تو اس پر علیحدہ قربانی واجب ہے۔

۳......اور شوہر اپنی قربانی کے علاوہ اس کی طرف سے بھی قربانی کردے تو جائز ہے۔

۴......شہریوں کیلئے ضروری ہے کہ وہ نماز عید کے بعد قربانی کریں، بہتر یہ ہے کہ نماز اور خطبہ سے پہلے قربانی تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

۵......شہر میں متعدد جگہ نماز ہوتی ہے۔تو پہلی جگہ نماز ہو چکنے کے بعد قربانی جائز ہے۔

۶......قربانی کرنے کے وقت اگر جانور اچھلا کودا اور اب اس میں عیب پیدا ہو گیا تو اس کی قربانی جائز ہے۔

۷......قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

۸......قربانی کا جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا اور اس کی جگہ دوسرا جانور خرید لیا۔ اب پہلا جانور بھی مل گا تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جس کو چاہے قربانی کر دے لیکن فقیر پر دونوں کی قربانی واجب ہے۔

۹......سات آدمیوں نے گائے کی قربانی میں حصہ لیا، ہم ان میں ایک کا انتقال ہو گیا اور اس کے ورثا نے شرکا سے کہہ دیا کہ تم اس گائے کو اپنی طرف سے اور مرحوم کی طرف سے قربانی کرو۔انہوں نے کردی تو سب کی جائز ہو گئی اور اور اگر اس کے بغیر کردی تو کسی کا نہ ہوئی۔

۱۰......قربانی کا گوشت کافر اور بد مذہب کو نہ دیا جائے اسی طرح عیسائی اور بھنگی کو بھی نہ دیا جائے۔

۱۱......جس پر قربانی واجب نہیں ہے۔اگر اس نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا اور وہ گم ہو گیا تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی واجب نہیں۔

۱۲......قصائی کو قربانی کی کھال اجرت میں کھال دینا جائز نہیں،۔گاؤں میں مولوی کو ذبح کرائی کی اجرت میں دل وغیرہ دیتے ہیں یہ بھی جائز ہے۔

۱۳......امام مسجد کو کھال امامت کے عوض دینا بھی ناجائز ہے۔اہاں اگر امام مسجد کو امام کی اجرت میں نہیں بلکہ ویسے ہی اللہ واسطے کھال وغیرہ دے دے تو جائز ہے۔

۱۴......ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال یا دودھ دوہنا مکروہ و ممنوع ہے۔اسی طرح قربانی کے جانور سے نفع حاصل کرنا مثلاً سواری کرنا، بوجھ لادنا یا اجرت پر دینا منع ہے۔اگر قربانی کے جانور کی اون کاٹ لی جائے تو اس کو صدقہ کرو۔

۱۵......قربانی کے جانور کو اگر بچہ پیدا ہو جا تو اس کو بھی ذبح کردے اور اگر مردہ ہے تو اس کو پھینک دے۔

☆..................☆☆☆..................☆

امیر المومنین
سیدنا
حضرت

# عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالکریم ابدالوی

**نسب:** ابو حفص عمر فاروق بن نفیل بن خطاب بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن کعب بن لوی بن غالب القرشی العدوی۔

(تہذیب التہذیب ص ۴۳۸ ج ۷، زرقانی علی المواہب ص ۳۱۴ ج ۳)

آپ کا نسب نویں پشت میں رسول اللہ ﷺ کے نسب سے جاملتا ہے۔

**جماعت مسلمین کی قوت اور مرادِ رسول ﷺ:** حضور نبی کریم ﷺ نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ اے اللہ مسلمانوں کو عمر بن خطاب سے عزت وقوت دے۔ حضور اکرم ﷺ دار ارقم کے اندر تھے، آپ ﷺ کے ہمراہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی حیدر اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابی بھی تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی دعا قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام کی توفیق بخشی، اسی دن نبی اکرم ﷺ نے بمعہ اصحاب کعبہ شریف کے پاس عبادت کی۔

**صحبتِ رسول ﷺ:** رسولِ اکرم ﷺ کا صحابی ہونا اتنی فضیلت ہے کہ امت کیلئے اس سے بڑی کوئی فضیلت نہیں۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس مسلمان نے مجھے دیکھا اور میرے دیکھنے والے مسلمانوں کو جس نے دیکھا اس کو بھی دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ............(مشکوٰۃ ص ۵۵۴)

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ان کو میرے بعد نشانہ نہ بنانا تو جو شخص ان سے محبت کرے گا، وہ میری محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ محبت کرے گا، اور جو شخص ان سے بغض رکھے گا، وہ میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا، جس نے انکو تکلیف دی اس نے مجھے دکھ دیا، اور جس نے مجھے دکھ دیا، اس نے اللہ تعالیٰ کو دکھ دیا، اور جس نے اسے دکھ دیا، اللہ تعالیٰ اسے عنقریب عذاب میں گرفتار کرے گا۔ (حوالہ بالا)

**خیر الناس بعد رسول اللہ ﷺ:** حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا کے تمام لوگوں سے بہتر و افضل حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ ............(تہذیب التہذیب ص ۴۴۰ ج ۷)

**آپ کی اہلیت:** حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر نبی ہوتا۔

(تہذیب التہذیب ص ۴۴۰ ج ۷۔ زرقانی علی المواہب ص ۳۱۴ ج ۳۔ بحوالہ ترمذی ابن حبان حاکم)

پاکیزگی نفس ذکاوت اخلاق خشوع وخضوع، خوف ورجا، تدبیر منزل، سیاست مدن، حسن انتظام، عدالت، شجاعت، حق پر استقامت، محبت رسول اور ایثار وغیرہ اوصاف حمیدہ میں اس بلند مرتبہ پر آپ فائز ہیں جو ایک نبی میں ہوتے ہیں، مگر منصب نبوت حضور پُرنور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی کو ملنا محال ہے۔ اس لئے آپ کو نبی نہیں بنایا گیا، سبحان اللہ کتنی عظیم شان ہے، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اسی لئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا۔

**شیطان آپ سے خائف ہے:** حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر شیطان تیرے چلنے کے راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے کو چلتا ہے۔

احمد ترمذی ابن حیان نے اپنی صحیح میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عمر سے شیطان خائف رہتا ہے۔

**آپ کے دل اور زبان پر حق ہے:** ترمذی نے حضرت عبداللہ

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کے دل پر اور زبان پر حق رکھ دیا ہے، ابوداؤد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہٗ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق رکھ دیا ہے اور وہ اس کے ساتھ بولتے ہیں اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کی زبان پر سکینہ بولنے کو ہم دور نہیں خیال کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف ص۵۵۷ تہذیب التہذیب ص۴۴۰ ج۷)

**فاروق:** آپ نے اسلام میں آتے ہی کفر کو دبا دیا اور اسلام کی تبلیغ کیلئے کعبۃ اللہ میں کھلے بندوں رکاوٹیں ہٹا دیں۔ اسی وقت باذن الٰہی آقائے دوعالم ﷺ نے آپ کو فاروق (حق و باطل میں فرق کرنے والا) کے لقب سے نوازدیا۔ (زرقانی علی المواہب ص۳۱۴ ج۳۔ الصواعق ص۹۱)

**موافقاتِ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ:** قرآن کریم کی وہ آیات کریمہ جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کی رائے کی تائید و موافقت میں نازل ہوئیں، علامہ ابن حجر مکی نے اٹھارہ شمار کی ہیں اور امام سیوطی نے اکیس شمار کی ہیں۔ (الصواعق ص۹۷ تا ۹۹ مصری)

**دامادِ حیدر و بتول زہرا رضی اللہ عنہا:** سیدہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ کی لختِ جگر (صاحبزادی) سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے سیدنا حضرت عمر فاروق کا نکاح تھا اور ان سے آپ کا بیٹا حضرت زید الاکبر رضی اللہ عنہٗ پیدا ہوئے، دونوں ماں اور بیٹے کا ایک ہی دن انتقال ہوا اور دونوں کو جمع کر کے نماز جنازہ پڑھی گئی۔ (الریاض النضرۃ ص۱۰۸ ج۲) اور اس نکاح کا تذکرہ بخاری شریف ص۴۰۳ ج۱۔ میں بھی ہے اور مستند کتب شیعہ مثلاً اعلام الوریٰ عزلی ص۱۲۱ منتہی الآمال فارسی ص۲۵۰ فروع کافی عربی ص۳۴۶ ج۵۔ الصافی شرح اصول کافی ص۲۸۲ ج۲ میں بھی مذکور ہے۔

مناقب و فضائل فاروقی میں یہ بھی ایک منقبت اور عظیم فضیلت ہے کہ بنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتونِ جنت کے آپ داماد ہیں۔ اور سیدنا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہٗ نے محبت اور آپ کا احترام کرتے ہوئے اپنی صاحبزادی کا عقد نکاح آپ سے کردیا۔

**آپ کا جہاد فی سبیل اللہ:** زمانہ نبوی میں جتنے حق و باطل کے معرکے ہوئے آپ ان میں جان و مال سے شامل ہوئے اور کفار کے مقابلے میں سب جنگوں میں شرکت فرما کر ان کو تہہ تیغ کیا۔ (تہذیب التہذیب ص۴۴۰ ج۷ زرقانی ص۳۱۴ ج۳)

**آپ کی فتوحات:** آپ کے دور خلافت میں اسلامی سلطنت پہلے سے دوگنی وسیع ہوگئی تھی۔ مندرجہ ذیل بڑے بڑے علاقے قابلِ ذکر ہیں جن میں سے ہر ایک بڑے وسیع وعریض علاقے کا صدر مقام ہے۔ دمشق، روم، قادسیہ، حمص، جلولاء، رقہ، رہا، راس العین۔ خابور، نصیبین، عسقلان، طرابلس اور اس کے متصل ساحلی علاقے، بیت المقدس، نیسان، یرموک، جابیہ، اہواز، قیساریہ، مصر، تستر، نہاوند، ری، اصفہان، بلاد فارس، اصطخر، ہمدان، نوبہ، بربر، برلس وغیرہا، ان علاقوں کے کروڑوں باشندے جنکو آپ نے دائرہ اسلام میں داخل فرمایا اور ان کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کیا۔ (الریاض ص۳ ج۲)

**سردار اہل جنۃ:** حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اولین و آخرین میں سے ان جنتیوں کے سردار ہیں جو دنیا میں جوانی گزار کر فوت ہوئے۔ سوائے انبیاء و رسل کے۔ ترمذی نے اس کو روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اس حدیث کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔............ (مشکوٰۃ شریف ص۵۶۰)

**شاہ کونین ﷺ کے وزیر:** حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ ہر نبی کے دو وزیر اہل آسمان میں سے اور دو وزیر اہل زمین میں سے ہوتے ہیں، اور بہر صورت میرے اہل آسمان میں تو جبرئیل و میکائیل علیہ السلام ہیں، اور اہل زمین میں سے میرے دو وزیر ابوبکر و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ)

**شہادت:** ۲۶ ذی الحجہ کو صبح کی نماز میں مسجد نبوی کے مصلیٰ رسول ﷺ پر ایک کافر مجوسی ابولولو فیروز نامی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور یکم محرم الحرام کو آغوش رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں مدفون ہوئے۔ (زرقانی علی المواہب ص۳۱۴ ج۳)

آپ کی دونوں دعائیں پوری ہوئیں، آخری حج میں منیٰ شریف میں آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے موت اپنے پیارے رسول علیہ الصلوٰۃ السلام کے شہر میں دے۔ اے اللہ تعالیٰ مجھے اپنے راستے میں شہادت کی موت دے۔

**مدت خلافت:** آپ نے دس سال چھ ماہ چار راتیں خلافت کی۔ (زرقانی ص۳۱۴ ص۳)

**آپ کی عمر:** حضور پُرنور ﷺ کے اعلان نبوت کے وقت آپ کی عمر مبارک ۲۷ سال تھی۔ دوسری روایت کے مطابق ۲۲ سال تھی۔ دوسری روایت کے مطابق ۵۸ سال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضا دعنا۔ (تہذیب ص۴۴۱ ج۳)

# امیر المومنین سیدنا حضرت ذوالنورین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

**نسب:** عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی۔ آپ کی والدہ ماجدہ اردی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف آپ کی نانی ام حکیم بنت عبد المطلب۔ (تہذیب التہذیب ص ۱۳۹ ج ۷)

چار واسطوں سے حضور نبی کریم ﷺ سے آپ کا نسب جا ملتا ہے اور حضور پُر نور ﷺ کی پھوپھی کے آپ نواسے ہیں، اتنی قریب ترین قرابت آقائے دوعالم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رکھتے ہیں۔

**لقب:** ذوالنورین (دونوروں والا) آپ کا لقب شہرۂ آفاق ہے۔ محدث خثیمہ نے فضائل میں اور دار قطنی نے افراد میں روایت کیا ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ وہ عظیم مرد ہے جس کو ملاءِ اعلیٰ میں ذوالنورین کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ (زرقانی علی المواہب ص ۳۱۵ ج ۳)

**شہید بزبان رسول اکرم ﷺ:** حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم احد پر چڑھے تو احد پہاڑ نے جنبش کی۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا۔ اے احد مضبوط رہ اور ٹھہر جا۔ تجھ پر ایک نبی ہے اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔ (بخاری شریف ص ۵۱۹ جلد ۱) اس حدیث پاک سے حضور اکرم ﷺ اپنی نبوت اور حضرت ابوبکر کی صدیقیت کے ساتھ ساتھ حضرت عمر اور حضرت عثمان کی شہادت کی قبل از وقت خبر دی۔

**بے مثال بیعت رسول ﷺ:** حدیبیہ کے مقام پر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی سفارت کے فرائض کی انجام دیہی کے لیے مکہ شریف میں گئے تو بعد میں صحابہ کو آپ نے حکم دیا تم موت پر میری بیعت کرو۔ سب صحابہ نے فی سبیل اللہ جان قربان کرنے کے عہد پر آپ کی بیعت کی۔ سب سے آخر میں حضور اکرم ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھایا اور فرمایا کہ یہ ہاتھ عثمان کی طرف سے ہے اور دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ میں عثمان کی طرف سے خود اپنی بیعت کرتا ہوں۔ صحابہ نے کہا ہم نے اپنے ہاتھ سے بیعت کی ہے، عثمان کی بیعت ہماری بیعت سے افضل ہے۔ کیونکہ آپ کی بیعت حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک کے ساتھ ہوئی۔

(بخاری شریف ص ۵۲۲ جلد ۱۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۱)

**امت میں بیمثال صاحب حیاء:** ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے گھر کے ایک طویل واقع میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی روایت فرماتی ہیں کہ آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ میں اس مرد خدا سے کیوں نہ حیا کروں جس سے

خدا کے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔..................(مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۱)

**دامادِ رسول ﷺ بحکم الٰہی:** طبرانی نے ام عیاش رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی ام کلثوم بیٹی کا نکاح عثمان غنی کے ساتھ وحی آسمانی کے بغیر نہیں کیا۔ (الصواعق ص ۱۰۶)

## آپ نے اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کیلئے عظیم مالی قربانیاں دیں:

حضرت ثمامہ بن حزن قیشری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب مدینہ طیبہ ہجرت کر کے جلوہ افروز ہوئے تو مسلمانوں کیلئے کوئی ایسا کنواں نہ تھا۔ جس کا پانی میٹھا ہو جو ایک شخص کے قبضہ میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس کنویں کو خرید کر مسلمانوں پر وقف کر دے گا اُس کو اِس سے بہتر اللہ تعالیٰ جنت میں عطا کرے گا، اس طرح مسجد نبوی تنگ تھی تو آپ ﷺ نے اس کے پڑوس میں کسی آدمی کے مکان کو خریدنے کا حکم فرمایا کہ جو اس کو خرید کر مسجد وسیع کرے گا اس کو اس سے بہتر اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائے گا۔ تو یہ دونوں کام حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے مال سے کئے، اسی طرح آپ نے جنگِ تبوک کی تیاری میں ساڑھے نو سو اونٹ اور پچاس سے زیادہ گھوڑے اور دس ہزار درہم پیش کئے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا عثمان کو اس کے بعد کسی عمل کا ضرر نہیں۔

.........(الریاض النضرۃ ص ۱۳۰ تا ۱۳۲ ج ۲)

**مظلوم امام:** حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک عظیم فتنہ کا ذکر فرمایا تو اس میں یہ فرمایا کہ اس فتنہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مظلوم قتل ہوں گے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔..............(مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۲)

**صاحب ہدایت امام:** حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا جب کہ آپ فتنوں کا ذکر فرما رہے تھے اور ان کا قریب زمانہ میں وقوع پذیر ہونا بیان فرمایا۔ تو اس دوران میں ایک آدمی گزرا جس کا چہرہ کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے اُس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ اس روز ہدایت پر ہوگا۔ تو میں اٹھا اور اس آدمی کا رخ آپ ﷺ کی طرف پھیر کر آپ ﷺ سے پوچھا کہ حضور اس آدمی کی بات آپ ﷺ فرما رہے ہیں آپ نے فرمایا ہاں وہ عثمان غنی تھے۔..........(حوالہ بالا)

**کاتب اسرار رسول ﷺ:** بیہقی نے حضرت امام جعفر صادق سے انہوں نے اپنے باپ محمد باقر سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تو حضرت ابوبکر صدیق آپ کے دائیں اور حضرت عمر آپ کے بائیں طرف اور حضرت عثمان غنی آپ کے سامنے بیٹھتے تھے اور رسول کریم ﷺ کے خفیہ رکھنے والے راز اور وحی لکھتے تھے۔.......(حوالہ بالا)

**جنت میں رفیق رسول ﷺ:** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا جنت میں ایک رفیق ہوگا اور میرا جنت میں رفیق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۱)

**جمع قرآن:** آپ کو جب مختلف علاقوں سے یہ اطلاعیں ملیں کہ لوگ قرآن کریم کی قرات میں اختلاف کرتے ہیں تو آپ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں حافظوں کے بورڈ نے جو قرآن مجید کا نسخہ کتابی شکل میں لکھا تھا، وہ منگوا کر قرآن کریم کے حافظ صحابہ کو مقرر کیا کہ اسے نقل کر کے کئی نسخے تحریر کیے، وہ قرآن کریم مختلف علاقوں میں آپ کے بھجوائے اور ان کی اشاعت کا انتظام کیا، اس طرح ایک بہت بڑے فتنے کا دروازہ بند ہو گیا اور قرآن کریم میں اختلاف کا شکار ہونے سے امت محفوظ ہو گئی۔

(الریاض النضرۃ ص ۱۳۶ ج ۲)

**آپ کی شفاعت سے مجرمین کی بخشش:** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت

کے دن میزان کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میری امت میں سے ستر ہزار لوگوں کی شفاعت کریں گے جو جہنم کے مستحق ہو چکے ہوں گے۔

سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عثمان قیامت کے دن ربیعہ اور مضر دو قبیلوں کے برابر لوگوں کی شفاعت کریں گے۔............(الریاض النضرۃ ص ۱۴۲)

**دو مرتبہ دامادی رسول ﷺ:** حضور اکرم ﷺ نے آپ سے اپنی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کر دیا، جب وہ فوت ہو گئیں تو پھر دوسری صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ کا نکاح کیا۔ (زرقانی الشرح مواہب ص ۳۱۵ ج ۳ تہذیب ص ۱۴۰ ج ۷ کتب شیعہ اعلام الوریٰ ص ۸۶ منتہی الآمال نہج البلاغہ)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں اور یکے بعد دیگرے وہ فوت ہو جاتیں تو میں سب عثمان کے نکاح میں دیتا۔

(الصواعق ص ۱۰۸ الریاض النضرۃ ص ۱۱۵ ج ۲)

**بغض عثمان سبب حرمان:** حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لایا جائے گا اور آپ کی رگوں سے خون ٹپکتا ہوگا۔ رنگ خون کا ہوگا خوشبو کستوری کی ہوگی۔ آپ کو نور کے دو حلے پہنائے جائیں گے اور پل صراط پر آپ کیلئے منبر بنایا جائے گا، آپ کے چہرے کے نور میں ایمان والے پل صراط عبور کریں گے۔ اور آپ سے بغض رکھنے والا محروم رہے گا، (الریاض النضرۃ ص ۱۴۸ ج ۲)

**فتوحات:** آپ کی خلافت میں خلافت فاروقی کی طرح بہت سے علاقے فتح ہوئے اور ان میں اسلام پھیلا، اسلامی سلطنت تقریباً ایک تہائی سے زیادہ وسیع ہوئی۔

**قاتلان عثمان پر لعنت:** حضرت محمد بن حنیفہ علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جمل کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میدانوں اور پہاڑوں میں اللہ تعالیٰ قاتلان عثمان پر لعنت کرے، اسی طرح حضرت حسن سے روایت ہے کہ آپ نے دیوار حمام پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ اللہ قاتلان عثمان پر لعنت کرے،.................. (الریاض النضرۃ ص ۱۲۸ ج ۲)

**مدت خلافت:** گیارہ سال گیارہ ماہ تیرہ یا بائیس دن۔

**شہادت:** بروز جمعہ بعد از نماز عصر ۱۸ یا ۱۷ یا ۲۲ یا ۱۲ ذی الحجہ ۳۵ھ عمر شریف ۸۲ سال چند ماہ علی الصحیح المشہور، (زرقانی ص ۳۱۵ ج ۲)

**محاصرہ:** مصر کے بلوائیوں نے جھوٹے اتہامات آپ پر لگا کر بہت سے نو مسلموں اور رم کچھ مخلصین کو اپنا ہمنوا بنا کر خود خط بنا کر آپ کے ذمہ منصوبہ قتل لگا کر آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا، اس میں عبد اللہ بن سبا مصر کا یہودی جو بظاہر اسلام لایا تھا وہ تفریق بین المسلمین کیلئے ہر قسم کے چکر چلا رہا تھا۔ آپ کے مکان کا دو ماہ یا کم و بیش محاصرہ رکھا، آب و دانہ اندر جانے سے روکا۔ اس دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ مناسب تدبیر سے آپ کے گھر پانی وغیرہ پہنچا تے تھے اور اپنے صاحبزادگان حسنین کریمین کو دروازہ پر دوسرے صحابہ کے ساتھ حفاظت کیلئے متعین فرمایا۔ لیکن وہ بلوائی مکان کی پچھلی طرف سے آپ کے گھر کود گئے، مصلیٰ عبادت پر تلاوت قرآن کریم کے دوران آپ کو شہید کر دیا اور دیگر صحابہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ حفاظت و امداد کے سوا مدافعت یا بلوائیوں سے جنگ کرنے سے بحکم امیر المومنین امام عثمان رضی اللہ عنہ پرہیز کرتے رہے تا کہ حرم رسول کی جنگ قتال سے بے حرمتی نہ ہو،

رضی اللہ عنہ، وارضاہ عنہا۔

## شیخ الانام حجۃ الاسلام مولانا الحاج الشاہ حامد رضا خان صاحب قدس سرہٗ

## فرزند اکبر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا

# ہدیہ نعت

گناہ گاروں کا روز محشر شفیع خیر الانام ہوگا
دلھن شفاعت بنے گی دولھا نبی علیہ السلام ہوگا

کبھی تو چمکے گا نجم قسمت ہلال ماہ تمام ہوگا
کبھی تو ذرے پہ مہر ہوگی وہ مہر ادھر خوشخرام ہوگا

پڑا ہوں میں ان کی رہگذر میں پڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
دل و جگر فرش رہ بنیں گے یہ دیدۂ مشق خرام ہوگا

وہی ہے شافع وہی مشفع اسی شفاعت سے کام ہوگا
ہماری بگڑی بنے گی اس دن وہی مدار المہام ہوگا

انہیں کا ۔ سب تکیں گے اس دن جو وہ کریں گے وہ کام ہوگا
دہائی سب ان کی دیتے ہوں گے انہیں کا ہر لب پہ نام ہوگا

انا لھا کہہ کے عاصیوں کو وہ لیں گے آغوشِ مرحمت میں
عزیز اکلوتا جیسے ماں کو انہیں ہر ایک یوں غلام ہوگا

ادھر وہ گرتوں کو تھام لیں گے پیاسوں کو جام دینگے
صراط و میزان وحوض کوثر یہیں وہ عالی مقام ہوگا

کہیں وہ جلتے بجھاتے ہوں گے کہیں وہ روتے ہنساتے ہوں گے
وہ پائے نازک پہ دوڑنا اور بعید ہر اک مقام ہوگا

ہوئی جو مجرم کو باریابی تو خوف و عصیاں سے دھج یہ ہوگی
خمیدہ سر آب دیدہ آنکھیں لرزتا ہندی غلام ہوگا

حضورِ مرشد کھڑا رہوں گا کھڑے ہی رہنے سے کام ہوگا
نگاہ لطف و کرم اٹھے گی تو جھک کے میرا سلام ہوگا

خدا کی مرضی ہے ان کی مرضی ہے ان کی مرضی خدا کی مرضی
انہی کی مرضی پہ ہو رہا ہے انہی کی مرضی پہ کام ہوگا

جدھر خدا ہے اُدھر نبی ہے، جدھر نبی ہے اُدھر خدا ہے
خدائی پھر سب اُدھر پھرے گی جدھر وہ عالی مقام ہوگا

اسی تمنا میں دم پڑا ہے یہی سہارا ہے زندگی کا
بلا لو مجھ کو مدینے سرور نہیں جینا حرام ہوگا

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامدؔ
خمیدہ سر آنکھ بند لب پر مرے درود و سلام ہوگا

# ہم بیعت کیونکر ہوئے!

پروفیسر محمد حسین آسی

حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت ۱۱ فروری ۱۹۱۷ء کو ہوئی اور وصال ۲۷ جولائی ۱۹۸۷ء کو۔ اسلامی تقویم کے اعتبار سے یکم ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ تاریخ وصال ہے۔ اسی مناسبت سے ہر سال پہلے موضع پھگواڑی میں اور اب نقش لاثانی نگر شکرگڑھ میں سالانہ عرس مبارک دو ذوالحج کو ہوتا ہے۔ اس سال یہ تاریخ ۴ فروری کو آ رہی ہے۔ گویا موجودہ ماہ فروری کو حضور نقش لاثانی سے دوہری نسبت ہے اسی کے پیش نظر سیرت نقش لاثانی کا ایک عنوان شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

اسی ضمن میں چند مزید واقعات کو درج بالا عنوان کے تحت درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ان کا تعلق لازمی طور پر سجادہ نشینی کے ابتدائی دور سے نہ سہی بلکہ یہ سارے عہد مبارک پر پھیلے ہوئے ہیں، تاہم اس حقیقت کو ذہن نشین کرانے کیلئے حضور شہنشاہِ لاثانی کے وارث آپ (قدس سرہما العزیز) ہی تھے، انہیں یہاں یکجا کر دیا گیا ہے۔ اہل علم اس پورے مضمون کو جملہ معترضہ تصور فرما سکتے ہیں۔ (احباب کے بیانات کو ہم نے ذیلی عنوانات دے کر مزید دلچسپ بنانے کی کوشش کی ہے)

**فنافی الرسول:** مفکر ملت صوفی محمد علی صاحب نقشبندی خلیفہ مجاز حضور نقش لاثانی علیہ الرحمہ کی آپ بیتی ان کی اپنی زبانی سنئے:۔

''تحریک ختم نبوت کا آغاز تھا۔ شیر پنجاب حضرت مولانا محمد یوسف سیالکوٹی (مرحوم) خطیب جامع مسجد علامہ عبدالحکیم (اور خلیفہء مجاز حضور نقش لاثانی علیہ الرحمہ) کے عشق رسول سے لبریز بیانات دلوں کو جذبہء ایمان سے گرما رہے تھے۔ میری طبیعت میں کچھ ایسا جوش پیدا ہوا کہ ایک دوست مسمی محمد اقبال آف گوہد پور کے ساتھ مدینہ منورہ حاضر ہونے کی ٹھان لی۔ کوئٹہ پہنچنے پر چمن جانے کا مشورہ ملا۔ وہاں کچھ سیالکوٹی احباب بھی تھے، انہوں نے بتایا کہ شوق تو قابل رشک ہے مگر آگے افغانستان میں قدم رکھنا عمر قید کے مترادف ہے۔ لہذا دل تھام کر وہیں رہ گئے اور سول ملازمت کر لی۔

عیدالفطر ۱۳۷۱ھ (بمطابق ۱۹۵۳ء) کے دن میرا دایاں ہاتھ جل گیا تو مہینہ بھر سخت تکلیف رہی۔ ہمسفر بیزار اور دیگر احباب بے مروت ہونے لگے۔ ایک رات اپنی ناکامیوں پر دل خون کے آنسو رو رہا تھا، اور زبان پر التجا تھی کہ خدایا میری بے کسی پر رحم فرما۔ چنانچہ دریائے رحمت جوش میں آ گیا۔

کام آخر جذبہء بے اختیار آ ہی گیا
دل کچھ اس صورت سے تڑپا ان کو پیار آ ہی گیا

ادھر آنکھ لگی، ادھر مقدر جاگا۔ دیکھا کہ حضور رحمت عالم و عالمیاں ﷺ بنفس نفیس تشریف فرما ہیں اور دائیں بائیں آپ کے دونوں وزیر سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا حضور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔ اپنے بیمار اور ناچار غلام کو خواجہء کونین ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے پنجابی میں فرمایا۔

'' ایویں گھبرانئیں جائی دا۔ اللہ دے بندیاں تے بڑیاں بڑیاں مشکلاں آندیاں نیں خیر ایہ کوئی گل نئیں۔ ٹھیک ہو جاوے گا''

صبح اٹھا تو دل و دماغ عجیب کیف سے سرشار تھے۔ اپنی بیماری اور غریب الوطنی کے احساسات کی کرب انگیزی ختم ہو چکی تھی احباب کا رویہ مشفقانہ ہو گیا۔ چمن ریلوے ہسپتال کے ایم۔ ایس خود میری قیام گاہ پر تشریف لاتے، مالش کرتے اور دوائیں کھلاتے روز بروز افاقہ ہوتا گیا اور دو ہفتوں میں ہاتھ مکمل صحت یاب ہو گیا۔

جولائی ۱۹۵۴ء میں چمن سے (دو سال بعد) واپسی ہوئی اسی سال عرس شہنشاہِ لاثانی پر حضرت مولانا محمد یوسف علیہ الرحمۃ کے ساتھ حاضر ہوا تو حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ کی زیارت ہوئی اب یہ راز کھلا کہ چمن میں حضور اصل کائنات و جان موجودات علیہ افضل الصلوات و اکمل التحیات نے جس صورت زیبا میں اپنا جلوہ زیبا دکھایا تھا وہ ہو بہو آپ ہی کی تھی۔ (حضور نقش لاثانی علیہ الرحمہ کے خدوخال، لباس، طرز گفتگو بلکہ ہاتھ میں پکڑا ہوا عصا.........سب خواب چمن کو آنکھوں سامنے لا رہے تھے) یقین ہو گیا کہ شہنشاہ ولایت حضور نقش لاثانی علیہ الرحمہ شہنشاہ رسالت حضور مہمان لامکانی ﷺ کے جلووں میں گم ہیں یعنی فنافی الرسول کے مقام پر فائز ہیں، چشم ظاہر و باطن کی اس ہم آہنگی کے بعد غلامی کی درخواست کی بیعت

کرنے میں کیا دیر ہوتی ہے۔ چنانچہ عرض کی حضور نے بیعت فرمالیا۔

## ۲......فرمان سلطان کائنات ﷺ: چوہدری

عبدالکریم مرحوم جو رشتے میں میرے ماموں لگتے تھے۔ اور جن کے لخت جگر ماسٹر خادم حسین صاحب میرے پاس ہی قیام پذیر ہیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ " ایک بار میرے پاس والد ماجد چوہدری رحیم بخش مرحوم نے خواب میں فرمایا کہ علی پور جا کر بیعت ہوآؤ۔ مگر مجھ سے سستی ہوگئی، پھر پھوپھا چوہدری علی محمد علیہ الرحمہ (یعنی راقم کے نانا) نے خواب میں یہی تاکید کی مگر مکروہات دینوی پھر حائل ہوگئیں۔ آخر بھائی منشی محمد مقبول مرحوم (یعنی مصنف کے والد) خواب میں تشریف لائے اور فرمایا

" عبدالکریم! حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا حکم ہے کہ علی پور جا کر بیعت ہوآؤ، اس خواب کے چند روز بعد حضور نقش لا ثانی قدس سرہٗ فقیر کے غریب خانہ واقع موضع پھگواڑی میں تشریف لائے تو چوہدری صاحب اپنے دیگر افرادِ کنبہ سمیت یہیں وابستہ دامن ہوئے۔

## ۳......حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

صوفی محمد صدیق صاحب (آف لاہور) کا قصہ ان کے بیان کے مطابق حسب ذیل ہے:

" خدا اور رسول (جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم) کے فضل سے اوائل عمر ہی سے میں نماز باجماعت کا پابند رہا۔ اٹھارہ سال کا ہوگیا تو تلاش مرشد کا جذبہ بیدار ہوا، مسجد کا امام اندر سے دیوبندی تھا، اس سے بات کی تو اس نے ایک دیوبندی مولوی سے بیعت کرادیا (جس کا دو سال بعد انتقال ہوگیا) تبلیغی جماعت کے ساتھ بھی چلے کاٹے مگر کہیں بھی سکون نہ ملا، اب قوالی وغیرہ کی محافل میں شرکت کا آغاز کیا اور دوبارا مرد کامل کی جستجو کا خیال پیدا ہوا۔ مقصود یہ تھا کہ کسی صاحب نظر کے فیض سے نماز عشق میسر آئے، ایک دن مسجد میں نماز پڑھنے گیا تو ایک اللہ والا مل گیا، میں نے اپنی داستان شوق سنائی تو بولے، حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کے دربار میں چالیس جمعرات حاضری دو، پھر جو حکم ہو تعمیل کرو، میں ہر جمعرات کو حاضر دربار ہونے لگا۔ تیئسویں جمعرات تھی جب داتا صاحب نے گنج بخشی کرتے ہوئے خواب میں فرمایا " علی پور سیداں شریف جاؤ اور قطب وقت پیر سید علی حسین شاہ صاحب سے بیعت ہوجاؤ"

حکم تو مل گیا مگر مجھے اس وقت معلوم نہیں تھا کہ علی پور کہاں ہے۔ ایک دن نمازِ عشاء کے بعد مولوی محمد صفدر صاحب مسجد میں حضور نقش لا ثانی علیہ الرحمہ کی کرامات سنا رہے تھے تو میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے بھی اپنے ساتھ ان کے دربارِ مقدس میں لے جائیں۔ وہ مان گئے اور یوں میں ان کے ساتھ حاضر دربار ہوکر حضور نقش لا ثانی کا حلقہ بگوش ہوا، بیعت ہوتے ہی گوہر مقصود ہاتھ لگ گیا اور آخر داتا صاحب کی برکت سے

؎ عمر بھر کی بیقراری کو قرار آ ہی گیا

## ۴......حضرت داتا علیہ الرحمہ کی ایک اور رہنمائی:

جناب محمد منیر احمد صاحب آف مناواں (نزد جلوموڑ) فرماتے ہیں۔

تیرہ چودہ سال کی عمر تھی کہ میں حضور داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہونے لگا۔ دس سال گزرے تو حضور نے مجھے (باطنی طور پر) بیعت فرمالیا۔ اسی دوران آپ کی برکت سے حضور سرور کائنات اصل اصول موجودات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات کی زیارت نے بھی تین بار مشرف فرمایا۔ سولہ سال مزید بیت گئے تو معلوم ہوا کہ ظاہر میں بھی کسی شیخ سے وابستگی ضروری ہے۔ اب حضور داتا صاحب سے ربط اور بڑھایا کہ اپنی مرضی کے شیخ کی نشاندہی فرمائیں چنانچہ صاف صاف انکار کردیا میرے لئے شیخ کا انتخاب آپ کے ذمہ ہے۔

میرے والد ماجد اور چھوٹا بھائی محمد امین حضور نقش لا ثانی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے اور اکثر آپ کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ آپ جلوموڑ تشریف لائے تو غالباً یہ پہلی بار تھی کہ کسی وجہ سے سیدھے واپس علی پور تشریف لے گئے۔ محمد امین (جلوموڑ میں) زیارت کر کے واپس آیا تو غیر ارادی طور پر میری زبان سے نکل گیا کہ اب میرے بیعت ہونے کا وقت آ گیا ہے، لیکن شرط یہ ہے دو ماہ تک ہمارے گھر تشریف لائیں اور سب سے پہلے آپ کی کار ہی گیٹ کے اندر داخل ہو۔ اس وقت بارش ہو رہی ہو میں ہی (کار کا) دروازہ کھول کر آپ کا استقبال کروں، یہ سب کچھ تو کہہ لیا مگر بہت پچھتایا اور نماز کے بعد خدا کے حضور معافی بھی مانگی (کیونکہ آزمائش تو مقصود نہیں تھی بلکہ خود بخود یہ جملے اچانک زبان سے نکل گئے تھے)

پھر کیا ہوا؟ اکثر مہمان ہمارے ہاں کاروں پر ہی آیا کرتے تھے مگر

اس کے بعد جو بھی آیا، کار گیٹ سے دور باہر کھڑی کر کے اندر آیا۔ مذکورہ مدت کے اندر اندر حضور نقش لا ثانی قدس سرہٗ پھر جلو موڑ تشریف لے آئے۔ بھائی محمد امین زیارت کر کے آیا تو بولا 'صبح حضور ہمارے ہاں قدم رنجہ فرمائیں گے۔ رات بلکہ صبح صادق تک بادلوں کا کہیں نام ونشان تک نہیں تھا مگر حضور کی تشریف آوری سے ایک دو گھنٹے قبل ہر طرف بادل چھا گئے۔ آپ تشریف لائے تو بارش ہو رہی تھی۔ گیٹ اونچا تھا اس لئے بعض ساتھی باہر اترنا مناسب سمجھتے تھے مگر حضور نے گیٹ سے کار گزارنے کا حکم صادر فرما دیا۔ کار اندر آئی تو میں ہی موجود تھا اور میں نے استقبال کرتے ہوئے کار کا دروازہ کھولا (بعد میں دوسرے لوگ بھی پہنچ گئے) حضور نے کار سے اترتے ہی فرمایا 'لو بھئی' اب تو آ گیا ہوں، (سبحان اللہ) چنانچہ بیعت ہوا۔ گویا داتا صاحب علیہ الرحمہ کے طفیل اللہ نے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ حرف بحرف پورے کر دیئے۔

## خواب میں زیارت:

خان محمد یوسف صاحب مدظلہ (خلیفہ دربار لا ثانی) اپنی داستان وصل یوں سناتے ہیں:۔

''میں فوج میں ملازم تھا اور سیالکوٹ چھاؤنی میں خدمات سرانجام دے رہا تھا کہ کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا خیال پیدا ہوا۔ ایک دو آستانوں پر حاضر ہوا مگر دل مطمئن نہ ہو سکا۔ ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے 'بیٹا! کس لئے آئے ہو؟ عرض کیا 'اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ملنے کی آرزو ہے'۔ طاقت ہے تو ملا دو'۔ بولے 'پھر آنا' میں نے کہا 'زندگی کا کیا اعتبار ہے۔

کچھ دن بعد خواب میں ایک نورانی بزرگ اور ایک مزار کی زیارت کی مگر پتہ نہ چلا کہ کون ہیں اور مقام کونسا ہے۔ وہاں میرے قریب ہی ایک شخص رہتا تھا جو حضور شہنشاہِ لا ثانی قدس سرہٗ کا مرید تھا ایک دن وہ دربار لا ثانی میں حاضری کیلئے چلا آیا تو میں بھی ساتھ ہو لیا یہاں آ کر دیکھا کہ خواب میں جو مزار نظر آیا تھا وہ حضور شہنشاہ لا ثانی قدسرہٗ کا دربار پر انوار تھا اور جس شخصیت مقدسہ کی زیارت کی تھی وہ حضور نقش لا ثانی قدس سرہ تھے۔ دل بیتاب نے بیعت کیلئے عرض کیا تو فرمایا 'کوئی پڑھا لکھا پیر ڈھونڈو! یہ فرمانا تھا کہ مجھے خود ضبط نہ رہا اور میری حالت غیر ہو گئی۔ میں زمین پر پڑا تڑپ رہا تھا کہ رحمت جوش میں آ گئی، حضور کے ارشاد پر بعض لوگوں نے مجھے پکڑا، منہ ہاتھ دھلایا اور پھر آقا نے غلام کو باقاعدہ حلقہ بگوش کر لیا''

## ایک عجیب و پراسرار مرید:

یہی خان بزرگ' ایک اور واقعہ سناتے ہیں:۔

''جن دنوں میں سندھ میں رہتا تھا، محمد علی نامی لڑکا میرا دوست بن گیا۔ ایک دن ہم شہر ڈھوکری سے باہر اس چوک میں، جس سے موہنجوداڑو اور لاڑکانہ کی طرف سڑکیں نکلتی تھیں۔ کھڑے تھے محمد علی مجھ سے کہنے لگا آؤ! آنکھ مچولی کھیلیں،۔ میں نے ہاں کر دی ایک دوسرے کو پیٹھ دے کر کھڑے ہو گئے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ غائب تلاش بسیار کے بعد جامع مسجد کے دروازے پر نظر آیا۔ میں وہاں پہنچا تو وہ پھر غائب۔ سوچا، یہ جن ہے جو انسان کے روپ میں پھرتا ہے۔ شام سے کچھ پہلے وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا یار تم نے بڑی بے عزتی کرا دی'

ص ا میں نے کہا 'تم جن ہو اور آئندہ تمہارے ساتھ نہیں کھیلیں گے۔۔

دوسرے دن پھر آیا اور کہنے لگا 'چلو! ہمارے ہاں چل کر کھانا کھا لو' ان کے ہاں پہنچا تو میرے دل پر سخت درد ہونے لگا، پھر میں تو ٹھیک ہو گیا مگر اس کا دل مبتلائے درد ہو گیا، پھر سنبھلا تو بولا 'مجھے اپنے پیر صاحب کے پاس لے چلو، مجھے بیعت ہونا ہے۔ ص۲ دربار شریف حاضر ہوئے تو پتہ چلا کہ (نقش لا ثانی) علیہ الرحمہ دودھو چک کے علاقے میں ہیں۔ وہاں جا کر (حضور کی) زیارت سے مشرف ہوئے تو اس نے کہا، صرف دیکھنا تھا، بیعت کا ارادہ نہیں۔ پھر ہم آپ کے ساتھ بوعہ سے ہو کر دربار شریف آ گئے، یہاں اس نے دوبارہ بیعت کی خواہش کا اظہار کیا چنانچہ مولوی رحمت علی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے عرض کیا اور حضور نے غلامی میں منظور فرما لیا۔ بیعت کے بعد اسے سخت بخار آیا اور پندرہ دن بیمار رہنے کے بعد مجھے کہنے لگا میری موت قریب ہے۔ میں ڈر گیا کہ واپس جا کر اس کے وارثوں کو کیا جواب دوں گا، اس پریشانی میں اس کا ہاتھ پکڑ کر روضہ سرکار لا ثانی کی طرف آہستہ آہستہ اسے لے جانے لگا تو سامنے حضور نقش لا ثانی قدس سرہما تشریف لے آئے۔ میں نے اسے چھوڑ دیا تو آپ نے آہستہ آواز میں فرمایا مرے گا نہیں میں اس کا علاج کر رہا ہوں۔

کچھ دنوں کے بعد افاقہ ہوا تو ہم دونوں واپس سندھ آ گئے یہاں ایک دن کچھ آدمیوں کو ساتھ لے کر ایک مزار پر حاضر ہوا اور مزار کے اردگرد

گندم کے دانے بکھیر کر خود مراقبے میں چلا گیا۔ قبر بھی ہلنے لگی اور دانے بھی حرکت میں آ گئے صفحہ ۱۔ یہ دیکھ کر سب ساتھی اس کے معتقد ہو گئے۔

کچھ عرصہ بعد دربار شریف حاضر ہوا تو یہاں سے واپسی کے وقت حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ نے پوچھا 'اس لڑکے (محمد علی) کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا' سارے شہر کا پیر بنا ہوا ہے، فرمایا ہیں! ابھی سے ایسا کرنا شروع کر دیا ہے۔ سند واپس آیا تو وہ بھی اپنی اصلی حالت پر واپس آ چکا تھا۔ (اب نہ وہ کسی کا پیر تھا اور نہ کوئی اس کا معتقد)

**فکری انقلاب:** صوفی مقبول حسین صاحب (ساکن دولت پور تحصیل پسرور) کی کہانی ان کی اپنی زبانی سنئے۔

''ہمارے گاؤں دولت پور میں صرف ایک خاندان وہابی تھا جو بڑا ہوشیار اور اپنے مذہب کی اشاعت میں سرگرم تھا۔ مسجد پر بھی انہی کا قبضہ تھا اور مجھے بھی بہت حد تک اپنا ہم خیال بنا چکے تھے۔ خدا کی قدرت! ان کے تبلیغی اجتماعات میں شریک ہونے، رائیونڈ کی 'یاترا' کرنے اور ان کی طرف سے آئے دن نئی نئی کتابیں ملنے کے باوجود دل غیر مطمئن ہوتا گیا۔ آخر موسم گرما میں ایک دن جب میں اپنی حویلی کی دوسری منزل پر سویا ہوا تھا، حضور قبلہ عالم نقش لاثانی خواب میں تشریف لائے اور اپنا پتہ بتایا۔ اٹھا تو دربار شریف حاضر ہونے کا شوق دامنگیر ہوا، اتفاق سے میرے چچا زاد بھائی ماسٹر محمد اکرام قریشی (آف ڈالووالی) بھی اس روز گاؤں ہی میں رونق افروز تھے۔ انہیں لے کر دربار عالی میں حاضر ہوا۔ خواب میں جہاں حضور نقش لاثانی قدس سرہ نے زیارت کرائی تھی، وہیں اب ظاہر میں تشریف فرما تھے۔ نماز ظہر کے بعد بیعت فرما کر صوفی رحمت علی صاحب غازی پوری کو تلقین ذکر کا ارشاد ہوا۔ (یہ ۱۹۷۱ء کا واقعہ ہے)

حضور نے میرے دل و دماغ ہی بدعقیدگی سے پاک نہیں کیا، آپ کی برکت سے ہماری مسجد بھی گستاخانِ شان رسالت سے پاک ہو گئی''

**دھماکہ:** ان کے تایا جان کیونکر بیعت ہوئے، یہ بھی انہی صوفی صاحب کی زبانی سنئے:۔

''شہنشاہ ولایت حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ کو ہمارے گاؤں (دولت پور) تشریف لانا تھا کہ وہابیوں کا کسی اور بس تو نہیں چلا البتہ میرے تایا جان (محمد یوسف قریشی صاحب) کو ورغلانے میں کامیاب ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے میرے والد ماجد (محمد یعقوب صاحب قریشی نقشبندی) سے صاف صاف کہہ دیا کہ 'اگر پیر صاحب آ گئے تو ان سے پوچھوں گا کیا آپ نے مقبول حسین کو یہی سکھایا ہے کہ ہمارا ادب نہ کرے۔ میرے ابا جان اور بھائی جان نے بیک زبان جواب دیا کہ ہمارے سامنے تو بات کرنا آسان ہے، حضرت کے سامنے آپ کی زبان بند ہو جائے گی'۔ میں نے بھی کہا' تایا جان! اول تو آپ کو وہاں بات کرنے کی جرات ہی نہیں ہوگی، اگر کچھ کہہ بھی لیا تو واپس یونہی بچ کر نہیں آ سکو گے''۔

سیدی حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ شام کے وقت تشریف لائے اور صبح بہت سے لوگ وابستہ دامن ہو گئے، پھر حضور نے سارے گاؤں میں پھر کر مختلف یارانِ طریقت کے گھروں کو اپنے قدوم میمنت سے نوازا، ایک شخص رو رو کر عرض گزار ہوا کہ حضور غلامی میں قبول فرمائیں۔ میں اسے حسب الارشاد مسجد میں لے کر گیا تو اور بھی بہت سے لوگ بیعت کے ارادے سے آ گئے۔ حضور بھی مسجد میں کمرے کے اندر جلوہ فروز ہو گئے تو سارے دروازے بند کر دیئے گئے۔ تایا جان مسجد کے درمیانی دروازے سے اندر آئے تو بڑی نیازمندی سے اور از حد پست لہجے میں سلام عرض کیا۔ حضور نے نگاہ مبارک اٹھائی تو تایا جان بے اختیار رونے اور کانپنے لگے اور انہوں نے انہی قدموں پر دو زانو بیٹھ گئے، پھر روتے ہوئے قریب آئے تو بیعت کیلئے ملتجی ہوئے۔ حضور نے فرمایا کیا وضو ہے؟ عرض کیا نہیں حضور! فرمایا کر آؤ'۔ تایا جان باہر نکلے تو زار و قطار رو رہے تھے۔ گاؤں والوں نے یہ منظر دیکھا تو حیران رہ گئے پھر تایا جان اور ان کا اکلوتا بیٹا دونوں داخل سلسلہ ہو گئے۔ بیعت کے بعد لوگوں نے تایا جان سے کہا تم تو کہتے تھے کہ پیر صاحب کو یہاں نہیں آنا چاہیے، آئیں گے تو دھماکہ ہو جائے گا' دیکھئے اب دھماکہ تمہی پر ہو گیا۔

الحمدللہ اب تایا جان کا ایمان اتنا مضبوط ہے کہ کسی بدعقیدہ شخص کے ہتھے نہیں چڑھتے۔

**منظور منظور ہو گئے:** سیالکوٹ کی معروف روحانی شخصیت جناب صوفی منظور احمد صاحب مدظلہ (محکمہ فوڈ) اپنی روداد عشق بیان کرتے ہیں۔

''یہ مارچ ۱۹۶۰ء کی بات ہے جب میرے پڑوس میں چوہدری

محمد حسین ایڈووکیٹ (مرحوم) رہا کرتے تھے۔ ایک دن شام کے قریب مجھے ملے اور بولے 'میرے مرشد (حضور نقش لاثانی) تشریف فرما ہیں' ان کی زیارت کر لیجئے'۔ میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ ایک بہت بڑا ہجوم پروانہ وار آپ پر فدا ہو رہا ہے۔ سعادت قدم بوسی حاصل کی۔ مغرب کے بعد کھانا تناول فرماتے ہوئے حضور نے فرمایا' دال ہوتی تو اچھا تھا' اتفاق سے ہمارے ہاں دال پکی ہوئی تھی۔ میں چند لمحوں میں دال لے آیا، آپ نے دال انڈیل لی اور گوشت کا سالن میری پیالی میں ڈال کر فرمایا' لے جاؤ'۔ گھر آیا تو تمام افراد نے بطور تبرک اسے کھایا

اسی رات تہجد کے وقت آپ خواب میں تشریف لائے اور فرمایا' کب تک ادھر ادھر بھٹکتے پھرو گے، آ بھی جاؤ' یک دم میری آنکھ کھل گئی اور میں لاشعوری طور پر وکیل صاحب کے گھر کی طرف نکل بھاگا۔ حضور چھت پر جلوہ افروز تھے۔ دیکھتے ہی تبسم فرمایا بیٹھ جانے کا اشارہ کیا تھوڑی دیر بعد آپ نے ہاتھ میں لے کر بیعت سے مشرف فرمایا

**دعا قبول ہوگئی:** مولانا صوفی محمد اشرف صاحب خطیب ترگڑی (ضلع گوجرنوالہ) بیان کرتے ہیں کہ:۔

''موضع ترگڑی کا ایک شخص مسمی عبدالستار کسی مرد کامل کی جستجو میں تھا اور بقول خود ہر روز رات کو دعا کر کے سوتا تھا کہ مولا کسی سچے ولی کی زیارت عطا فرما چنانچہ حضور نقش لاثانی کی زیارت خواب میں ہوگئی اور جب حضور ترگڑی تشریف لائے تو وہ بیعت ہو گیا۔

**بیعت کس وقت؟:** مولانا عبدالغفور صاحب امام مسجد صدیق آباد (نزد بھائی پھیرو) لکھتے ہیں:۔

''میرے والد ماجد اور ان کے دوست نیامت علی صاحب مجھے بیعت کرانے کیلئے دربار شریف حاضر ہوئے۔ منگل کا دن تھا۔ حضور سے گزارش کی تو فرمایا' ظہر کے بعد' میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ منگل اتنا بابرکت دن نہیں کہ اس میں کسی ایسے اہم کام کو سرانجام دیا جائے۔ اگر بدھ کے دن تہجد کے وقت سرکار کرم فرمائیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ اس (خیال) کا نتیجہ یہ نکلا کہ ظہر کے بعد بلکہ عشا تک حضور نے توجہ ہی نہیں فرمائی۔ اب مجھے یہ فکر لاحق ہوگئی ہے کہ کہیں خالی نہ لوٹا دیں رات اسی پریشانی جاگتا رہا، نماز تہجد کے بعد نیامت علی صاحب کے ساتھ حاضر خدمت ہوا تو میرے دلی خیالات کی تصدیق کیلئے پوچھا آج کونسا دن ہے؟ نیامت علی صاحب نے عرض کیا' بدھ وار' حضور! فرمایا' وقت بھی تہجد کا ہے' پھر حضور نے داخل سلسلہ فرمایا!

**سب مرید ہوگئے:** ماہر اسرار طریقت حضرت شبیر حسین شاہ صاحب (خلیفہ مجاز حضور نقش لاثانی) فرماتے ہیں

''موضع رتہ جویا نزد دارالاحسان (فیصل آباد) میں حضور نقش لاثانی قدس سرہ' جناب غلام حسین صاحب زرگر کے ہاں تشریف لے گئے۔ خطیب پاکستان صوفی غلام حسین صاحب گوجروی مدظلہ نیز کچھ اور علما بھی ساتھ تھے۔ رات کو مجلس وعظ منعقد ہوئی تو گاؤں والے جو اجڈ قسم کے راجپوت تھے، علمائے کرام سے بے ادبی و بے مروتی سے پیش آئے۔ تہجد کے وقت حضور کی خدمت میں یہ شکایت کی گئی مگر آپ خاموش رہے۔ صبح ہوتے ہیں تمام گاؤں والے بیعت ہو گئے اور ایک رات مزید قیام کیلئے التجا کرنے لگے جو قبول ہوئی پھر انہوں نے علمائے کرام سے معافی مانگ لی اور مودبانہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔

**ملنگ تائب ہوگئے:** یہی شاہ صاحب راوی ہیں۔

موضع سواتا میں نزد کھر ڑیانوالہ میں حضور نقش لاثانی علیہ الرحمہ جناب عبدالحمید صاحب کے ہاں قیام فرما تھے۔ یہاں بگلے شاہ نامی ایک ملنگ حاضر ہوا جس نے آتے ہی حضرت پیر سید افضل شاہ صاحب (آف قاضی باقر) کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ قبلہ شاہ صاحب نے فرمایا تیرا حال خلاف شرح ہے، تو اس نے رندانہ انداز میں جواب دیا، حضور نقش لاثانی قدس سرہ' بالکل خاموش تھے۔ چند لمحوں بعد ملنگ نے اعلان کیا کہ پیر صاحب جو کچھ فرمائیں گے، اسی پر عمل ہوگا۔ حضور نے فرمایا واقعی یہ وضع قطع خلاف سنت ہے بولا حضور جو حکم دیتے ہیں بس قبول فرمایا بسر و چشم قبول فرمایا، یہ گلا یہ وغیرہ سب کچھ اتار دو۔ اس نے تعمیل کر کے عرض کیا، حضور میرے ساتھ اور بھی سہیلیاں (یعنی ملنگ) ہیں۔ الغرض وہ سب ساتھیوں سمیت اتباع سنت پر داخل طریقت ہو گیا اور سراپا اتباع سنت کے دست حق پرست پر بیعت ہو گیا۔

**محاذ جنگ:** قبلہ حافظ فتح علی صاحب (ساکن جلو موڑ) کا بیان سنیے:۔

"۱۹۶۵ء میں جنگ کے بعد دربار شریف حاضر ہوا تو یہاں ایک فوجی جوان ملا۔ اپنے بقول وہ چونڈہ محاذ پر توپ چلا رہا تھا کہ اسلحہ ختم ہو گیا۔ سخت پریشان تھا کہ ایک نورانی چہرے والے بزرگ نے غیب سے نمودار ہو کر فرمایا۔ توپ کا رخ اس طرف کرو اور چلاؤ۔ تعمیل ارشاد کے بعد دیکھا تو بزرگ غائب ہیں مگر بہت سا اسلحہ وہاں تھا۔ الحمدللہ آخر فتح ہوئی تو لوگوں سے پوچھا کہ اس علاقے میں کوئی بزرگ ہیں۔ جواب ملا، ادھر علی پور سیداں شریف میں بہت بڑا آستانہ ہے۔ یہاں آیا تو حضور نقش لاثانی قدس سرہ کی زیارت کر کے پہچان گیا کہ محاذ جنگ پر آپ ہی نے مشکل کشائی کی تھی۔ چنانچہ بیعت کی درخواست کی اور بامراد لوٹا۔

**ذکر و فکر:** سید محمد یسین شاہ صاحب تحصیل شکر گڑھ کی مشہور سیاسی شخصیت ہیں ایک بار میں نے بیعت ہونے کا سبب پوچھا تو بولے۔

"میرے خاندان کے بعض بزرگ حضور شہنشاہ، لاثانی قدس سرہٗ نورانی سے بیعت تھے، آپ کے وصال کے وقت میرا آغاز شباب تھا۔ سیدی حضور نقشِ لاثانی علیہ الرحمہ کی سجادہ نشینی کا دور شروع ہوا تو آپ بھی عالم، شباب میں تھے مگر ایسا مقدس شباب جس کی مثال اس دور میں نہیں ملتی، میں کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ دن بھر تو تبلیغی سفر میں گزارا، رات آئی تو گیارہ بارہ بجے تک زائرین و سائلین کی دلجوئی۔ پھر آرام کیلئے دراز ہوئے تو گھڑی دو گھڑی کے بعد پھر مصلی۔ نماز فجر مسجد میں با جماعت ادا کی تو اشراق تک ذکر و فکر۔ میرے نزدیک یہ حوصلہ و ہمت خصوصی فضل خداوندی کے بغیر ناممکن ہے اور یہ کرم اولیائے کرام پر ہی ہوسکتا ہے۔ بس یہ وجہ تھی میں نے درخواستِ بیعت کی جو قبول ہوئی۔

**احترام شریعت:** جناب محمد یوسف خاں صاحب (مرحوم) کی ایک اور روایت ملاحظہ ہو:۔

"احمد خاں صاحب (آف بھائی افغاناں) کے گھر میں ایک پیر صاحب آئے ہوئے تھے اور ان کے بہت سے مرید بھی ان کی خدمت میں موجود تھے۔ مجھے سندھ سے آئے ہوئے چند روز ہی ہوئے تھے کہ دوستوں نے پیر صاحب موصوف کی زیارت کی ترغیب دی۔ میں بھی تعظیم مشائخ کی نیت سے حاضر ہو گیا۔ نجانے پیر صاحب کو کیا ہوا، مجھے دیکھتے ہی رعشہ بر اندام ہو گئے اور زمین پر آرہے، احمد خاں صاحب نے ایک غلط بات بھی کہہ دی مگر میں نے صرف اتنا جواب دیا کہ 'شریعت کی پابندی بہت ضروری ہے'۔ گھر پہنچا تو احمد خاں بھی بھاگے آئے اور کہنے لگے 'مجھے بھی اپنے پیر کامل سے بیعت کراؤ'۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد حضور پھگواڑی تشریف لائے تو خاں صاحب مذکور بھی حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔"

**ہیبت حق:** چوہدری اللہ رکھا صاحب اختر ایم۔اے، ایم ایڈ چار سال جناح اسلامیہ کالج سیالکوٹ میں (اور ایک سال سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور میں) میرے ہم جماعت اور بہترین دوست تھے۔ ایف۔اے کی نسبت بی۔اے میں یہ رشتہ الفت اتنا مضبوط ہو گیا کہ اکثر مذہبی اجتماعات میں ہم اکٹھے شرکت کرتے اور علمائے مشائخ کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوتے۔ اختر صاحب کی قوت تنقید مسلمہ تھی اور یہی میرے لئے مسئلہ بن گئی تھی۔ کسی بھی سجادہ نشین یا عالم دین کو مل کر یا انکا واعظ سن کر آتے تو تنقید کا پٹارہ کھول لیتے۔ ان سے لڑتا جھگڑتا اور تنقید کی زد میں آنے والی شخصیت کی صفائی پیش کرتا مگر ایک نہ سنتے۔ مثلاً ایک مولانا وعظ کے دوران دستار کا شملہ کاندھوں پر سے اگلی طرف لے آئے اور جوش خطابت میں بار بار اسے چھوتے رہے تو اختر صاحب نے ان کی قوت استقلال، شوکت الفاظ اور حسن ظرافت کو بہت سراہا مگر اس حرکت کو 'برکت' کے خلاف سمجھا، ایک اور نامور خطیب نے فصاحت و بلاغت میں اختر صاحب سے اپنا لوہا منوالیا مگر تقریر کے دوران غالباً 'مرض بڑھتی گئی' کہہ دیا تو آں جناب کا معیار مجروح ہو گیا۔ مجھے ڈر تھا کہ کہیں اختر صاحب نے میرے آقا و مولا حضور نقش لاثانی (قدس سرہٗ) کے بارے میں اسی بے رحمانہ انداز میں 'ہرزہ سرائی' کی تو یہ میری ان کی دوستی و ہمنشینی کا آخری لمحہ ہوگا' اسی لئے کبھی انہیں دربار شریف حاضر ہونے کی دعوت نہیں دی۔

اسے حسن اتفاق ہی کہنا چاہیے کہ حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ اچانک سیالکوٹ تشریف لائے تو اختر صاحب بھی میرے ساتھ زیارت کیلئے حاضر ہو گئے۔ حیران تھا کہ ہر شخص پر تنقیدی نظر ڈالنے والی آنکھیں نیچی ہو گئی ہیں اور ہر خرد و کلاں کے عیوب و محاسن پر وعظ کہنے والی زبان خاموش ہے۔ حضور واپسی کیلئے ٹرین میں تشریف فرما تھے تو جناب اختر صاحب نے میرے کان میں کہا 'حضور سے پوچھ، کیا آئندہ جمعۃ المبارک کو آپ دربار شریف

میں جلوہ افروز ہوں گے۔ (جناح اسلامیہ کالج میں' گورنمنٹ کی تحویل میں آنے سے پہلے بھی اسی روز ہفتہ وار تعطیل ہوتی تھی) حضور نے فرمایا ''انشا اللہ ''نظر یہ آتا تھا کہ اختر صاحب اگلے جمعہ شریف کو دربار مقدس میں حاضری کا ارادہ رکھتے ہیں (اور آج ہفتہ تھا) اختر صاحب کی تنقید کا خطرہ تو سر سے ٹل گیا مگر جو بات زیادہ حیران کن تھی، وہ یہ تھی کہ جمعہ المبارک کا انتظار کئے بغیر ہی اختر صاحب حاضری کیلئے بیتاب ہوگئے۔ چنانچہ منگل کو دربار شریف پہنچے اور بدھ کو تہجد کے وقت اپنی صوابدید پر وابستہ دامن ہونے کی درخواست کر دی جو کریم دلنواز نے منظور فرمالی۔ (جہاں تک مجھے یاد ہے' لاہور کے بابو عبدالرشید صاحب بھی ان کے ساتھ شامل بیعت تھے۔ لو اب ان کا واقعہ بھی ہم ''انوارِ لا ثانی'' سے نقل کئے دیتے ہیں۔

**یہ شاہ لاثانی کا دربار ہے:** برادر طریقت بابو عبدالرشید صاحب (مقیم وسن پورہ لاہور) اپنے اضطراب وسکون کی تصویر کشی یوں کرتے ہیں:

''میں نے ہوش سنبھالا تو کسی عارف کامل کے دامن کی رحمت سے وابستہ میں ہونے کا شوق دامنگیر ہوا۔ استخارہ کیا تو پانچ مقامات دکھائے گئے جن میں سب سے اول علی پور سیداں شریف کا نام تھا، اطمینان نہ ہوا تو بہتر سے بہتر کی تلاش میں مختلف آستانوں پر حاضری دی۔ اسی دوران ایک بار دوستوں کے کہنے پر قبلہ عالم حضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب مدظلہم سے بیعت کی درخواست کی مگر آپ 'پھر سہی' فرما کر خاموش ہوگئے۔ ان دنوں ایک اور بزرگ بار بار خواب میں آکر اپنی بیعت پر آمادہ کرتے، لیکن خدا کی قدرت دیکھئے، میں ہمیشہ ہاتھ بڑھا کر واپس کھینچ لیتا۔ آخر اضطراب حد سے بڑھ گیا تو رحمتِ خدائے ارحم جوش میں آگئی۔ چنانچہ ایک رات میں نے اپنے تئیں خواب میں ایک ایسے گاؤں میں دیکھا جو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ چودھویں رات کا چاند سطح زمین پر چاندی بکھیر رہا تھا اور کچھ لوگ ایک چبوترے پر بیٹھے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا 'یہ کونسی جگہ ہے'؟ بولے' کیا تجھے علم نہیں' یہ شاہِ لاثانی کا دربار ہے'۔ میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد دیکھا نقیب اعلان کرتا آرہا ہے' شاہ صاحب تشریف لا رہے ہیں'۔ اتنے میں خود حضور پرنور شاہِ لاثانی قدس سرہٗ تشریف لے آئے۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا' تو کہاں بھاگا پھرتا ہے؟ میں تجھے بیعت میں لیتا ہوں'۔ چنانچہ حضور نے مجھے بیعت فرمایا اور پھر ہاتھ میرے محسن ومربی سید والا گہر' نائب خیرالبشر پیر حضرت علی حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کے ہاتھ میں دے دیا۔ یاد رہے خواب۔ میں جہاں چبوترہ دیکھا تھا وہاں آج کل وہاں دربارِ عالی کی مسجد نیائے لاثانی ہے اور یہ خواب ہی کی بات نہیں حقیقت میں بھی پہلے چبوترہ ہی تھا۔

**تیسرے خواب کے بعد:** سیٹھ محمد یونس صاحب صراف ساکن موضع کھکھ (حال ناروال) بیان کرتے ہیں کہ

''میں حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار پر انوار پر حاضر ہوا کرتا تھا۔ قریباً ایک سال بعد خواب میں علی پور شریف کے تاجدار شہنشاہ ولائت حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوا۔ صبح دربار لاثانی میں حاضر ہوا اور حضور سے بیعت کی درخواست کی تو فرمایا' ابھی نہیں'۔ پھر میں داتا صاحب قدس سرہ العزیز کے دربار گوہر بار میں لگاتار حاضری دیتا رہا اور کچھ عرصے کے بعد پھر وہی خواب آیا تو پھر بارگاہِ لاثانی میں حاضر ہو کر سرکار سے داخل سلسلہ کی التجا کی مگر پھر نا منظور ہوگئی، میں اپنے والد محترم کا حوالہ بھی دیا اور اپنے گاؤں کھکھ کا ذکر بھی کیا مگر بات نہ بنی۔ ہاں یہ وعدہ فرمایا کہ' ایک سال بعد منظوری ہوگی' پھر جب سابق سلطان اولیاء حضور داتا رضی اللہ عنہ' حاضری دیتا رہا اور پھر اسی طرح خواب آیا۔ اب حاضر ہوا تو آقا نے اپنی غلامی کا شرف بخش دیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جہاں اور جیسے خواب میں بیعت ہوا تھا وہیں، اور ویسے ہی ظاہر میں حلقہ بگوش ہوا۔

**داتا گنج بخش نے گنج بخشی کی:** میاں محمد ریاض مالک لاثانی کولڈ سٹوریج لاہور کا قصہ بیعت انھی کی زبانی سنئے:

''مجھے کسی عارف ربانی کی تلاش تھی اور اس غرض کیلئے ایک ماہ رمضان میں روزانہ سحری کھا کر حضور داتا حاضر ہوتا، یہیں صبح کی نماز پڑھتا اور پھر داتا صاحب سے عرض کرتا' حضور کسی مرد کامل کے یا تھ میں ہاتھ دینے کی آرزو ہے، مگر مجھے کیا خبر کہ کون کامل ہے اور کون نہیں۔ جو صاحب آپ کی مرضی کے ہوں' ان سے بیعت کرا دیجئے۔

حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کی برکت دیکھئے، چند ہی دنوں میں خدا کے فضل وکرم سے کام بن گیا۔ ہوا یوں کہ شکر گڑھ میں میرے ایک عزیز اسسٹنٹ کمشنر (A.C) تھے۔ میں انہیں ملنے گیا تو وہاں طبیعت خود بخود علی پور سیداں شریف کی طرف کھینچنے لگی (حالانکہ قبل ازیں ادھر آنے کا خیال بھی پیدا نہیں ہوا تھا اور نہ اس بابت کسی سے کچھ سنا تھا، خیر دربار شاہِ لاثانی میں حضور نقش لاثانی کے رخ زیبا پر نظر پڑتے ہی دل نے گواہی دے دی کہ داتا صاحب جہاں لانا چاہتے تھے، لے آئے ہیں۔ بیعت کی درخواست تو فوراً قبول ہوئی، پھر لاہور آنے کی دعوت عرض کی تو وہ بھی لطف کریمانہ سے منظور ہوئی، چنانچہ اسی وقت روانہ ہوگئے۔ یہاں آکر پھر حسب الحکم بابو محمد بخش سے

رابطہ قائم کیا اور انہیں خدمت اقدس میں پیش کیا (حضور نقش لا ثانی قدس سرہٗ کے مزاج شناس جانتے ہیں کہ اتنا کرم سوا حضور داتا گنج بخش کی وساطت کے متوقع تھا)

**کھانے میں برکت:** جناب مستری خیر دین صاحب آف نارووال کی کہانی ان کی اپنی زبانی یوں ہے۔

''حضور نقش لا ثانی قدس سرہٗ کو سجادہ نشین ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ نارووال سے آگے ہمارے علاقے میں تشریف لائے (یاد رہے کہ مستری صاحب کا آبائی گاؤں باسی کے متصل دودے والی نارووال سے چار پانچ میل کے فاصلے پر جنوب کی طرف ہے۔ اب مدتوں سے شہر میں سکونت پذیر ہیں) دوسرے احباب کی طرح میں بھی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ صاحب خانہ نے اپنی ناتجربہ کاری کی بنا پر صرف چند آدمیوں کا کھانا تیار کیا تھا مگر لنگر کھلا تو جم غفیر کھانے کیلئے حاضر تھا، پھر بھی سب نے سیر ہو کر کھایا۔ یہ ایسی کھلی کرامت تھی، جس نے حاضرین کو حیران کر کے رکھ دیا جلیل حضرت مولانا محمد عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ (آف دودے والی) میرے استاد تھے اور ان کا اہم شرف یہ تھا کہ شہنشاہ لا ثانی قدس سرہٗ کی غلامی سے بہریاب تھے۔ انہوں نے میری زبان سے یہ واقعہ سنا تو عش عش کر اٹھے۔ اب انہوں نے فیصلہ دے دیا کہ 'صاحبزادہ صاحب اپنے جد امجد کے حقیقی وارث اور سچے جانشین ہیں، لہٰذا جلد از جلد ان کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤ۔ میں تعمیل کی اور قطب عصر کا حلقہ بگوش ہو گیا۔

**اولاد کا حصول:** چوہدری ظفر اللہ صاحب اپنے بہنوئی کی بیعت کا واقعہ یوں سناتے ہیں۔

''میرا بہنوئی کا دوسرے فرقے سے تعلق تھا۔ اس کے ہاں اولاد ہوتی تو ضرور مگر مر جاتی تھی۔ میں نے حضور نقش لا ثانی سے دعا کیلئے فریاد کی تو فرمایا 'وہ وہابی ہے' چلو خیر! کوئی بات نہیں۔ آئندہ اولاد بچی رہے گی'۔

چنانچہ وہی ہوا جو فرمایا تھا۔ اب ماشاء اللہ وہ تین بیٹوں کا 'باپ' ہے۔ پھر میں حضور سے بیعت کرا دیا، اور اب اس کا عقیدہ بھی درست ہے''۔

## ترے بغیر

حضور نقش لا ثانی کی بارگاہ میں ہدیہ عقیدت جو آپ کے چہلم کے موقع پر پیش کیا گیا۔

جی اپنے آپ سے ہے ہراساں ترے بغیر
بیدل ہے دل تو جاں ہے بیجاں ترے بغیر
آتش زدہ ہے صحن گلستاں ترے بغیر
خونیں قبا ہے ہر گل خنداں ترے بغیر
غنچے اداس ، پھول پریشاں ، صبا خفا
بے رنگ ہے جمال بہاراں ترے بغیر
تخیل پر شکستہ و احساس دم بخود
ہوش و خرد قصر ہے ویراں ترے بغیر
دنیائے نور ، ساتھ ہی تیرے چلے گئی
کیا ہوگی کوئی شمع فروزاں ترے بغیر
میری نمود، میرا تشخص تجھی سے تھا
اب ہوں فریب ہستی انساں ترے بغیر
فرقت کی تلخیاں مجھے ہی نہ تھیں
اب دل ہے اور آتش ہجراں ترے بغیر
کوئی بھی لمحہ ساعت محشر سے کم نہیں
ہر لحظہ حیات کے طوفاں ترے بغیر
ہاں تیرے بعد جینے کے ارمان مر گئے
اب زندگی ہے موت کا ارماں ترے بغیر
ترے بغیر کون تھا محسن جہاں میں!
پھر کیا اٹھاؤں زیست کا احساں ترے بغیر
پائے تو کس کے پاؤں میں پائے سکون دل
دیکھے تو کس کو دیدۂ حیراں ترے بغیر
اے نائب رسول تجلی گہ کرم!!
ہوں گی نہ میری مشکلیں آساں ترے بغیر
اے گل، اے جان گل، اے متاع حیات گل
آسی ہے ایک بلبل نالاں ترے بغیر
کاشانۂ حیات کی رونق تجھی سے تھی
اس بزم کائنات کا رونق تجھی سے تھی

پروفیسر محمد حسین آسی

# مسئلہ رفع یدین

از:..... علامہ شفقات احمد نقشبندی

ضعیف ہے (تعلیق المجد ص ۹۶) یہ ہے غیر مقلدین کی ''صحیح'' روایت کے راوی کا حال۔ آگے قارئین خود فیصلہ فرمالیں کیا ایسے راوی کی روایت قابل عمل ہوسکتی ہے۔نہیں ہرگز نہیں۔

☆..... خواجہ خلیل صاحب جناب ابوبکر نہشلی اور جناب عاصم بن کلیب ہی کی وجہ سے'' جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی نماز بغیر رفع یدین'' کی روایت پر بھی ناراض ہیں، مذکورہ بالا مضمون میں ان ہر دو حضرات کا بیان موجود ہے اوپر سے دوبارہ پڑھ لیں اور ان ثقہ راویوں پر اعتماد کرکے ان کی صحیح روایات کو صحیح مان لیں۔ اللہ تعالیٰ راضی ہوگا، اس روایت کو محدثین امام مسلم کی شرط پر صحیح مانتے ہیں آپ بھی مان لیں یقین کریں کہ ترک رفع یدین کی روایت کرنے والا راوی بھی صحیح ہوسکتا ہے۔

☆..... پھر خواجہ صاحب لکھتے ہیں مسلمانوں کیلئے راستہ کھلا چھوڑ دیں کہ وہ اس اختلافی مسئلہ میں بجائے تقلید کرنے کے صحیح حل تک پہنچنے کوشش کی براہ راست کوشش کرے۔ واہ جی ماشاءاللہ، ہر آدمی خود سے صحیح حل تک پہنچنے کرے۔ کیا ہر آدمی یہ اہلیت رکھتا ہے اور اسلام ہر شخص کو یہ اجازت دیتا ہے۔'' فاسئلو ا اھل الذکران کنتم لا تعلمون'' کے کیا معنیٰ ہیں۔ بلکہ خود امام بخاری بھی فرماتے ہیں کہ جس کو علم نہ ہو وہ پہلے بزرگوں کی پیروی کرے (جزء رفع یدین گرجاکھی ص ۷۵ مفہوماً) اور تو اور کم از کم آپ تو اپنے پر فریب نصیحت نامے پر عمل کر لیتے دوسروں کو کہتے ہیں لوگوں کو اختلافی مسائل میں کھلا چھوڑ دو اور خود ہر طرف سے ترغیب و ترہیب کا جال بچھا کر لوگوں ہانک کر اپنے مسلک کی اتباع اور اپنے مولویوں کی تقلید پر مجبور کررہے ہیں اوروں کو نصیحت خود میاں فضیحت۔

☆..... خواجہ خلیل صاحب ''حضرت عبداللہ بن مسعود کے ساتھی اور حضرت علی کے ساتھی وہ سب پہلی تکبیر کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے'' والی روایت کی سند پر بھی ناراض ہیں جناب اولاً تو اس روایت کو بیان کرنے والے امام بخاری کے بھی استاد ہیں یعنی امام ابوبکر بن ابی شیبہ اس روایت میں جو کیڑے آپ کو نظر آرہے ہیں وہ امام بخاری کے استاد کو تو نہیں نظر آئے۔ علامہ ماردینی فرماتے ہیں۔ اس روایت کی سند بالکل صحیح اور اعلیٰ ہے اور اسی بات پر حضور اکرم ﷺ کے دونوں جلیل القدر صحابیوں کے تمام ساتھیوں اور شاگردوں کا اتفاق ہے اور ان دونوں جلیل القدر صحابہ (جناب علی المرتضیٰ اور جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم) کا یہی مذہب ہے کہ نماز میں ابتدائے نماز کے علاوہ کہیں بھی رفع یدین نہیں کیا جائے گا۔ (جواہر النقی جلد ۲ ص ۷۹) لہٰذا یہ روایت بھی صحیح اور قابل حجت ہے۔

☆..... خواجہ خلیل صاحب'' جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے اور جناب ابوبکر صدیق اور جناب عمر فارق رضی اللہ عنہما کے پیچھے بھی نماز پڑھی ہے یہ سب ہستیاں تو صرف نماز شروع کرتے وقت ہی رفع یدین فرماتے تھے'' والی روایت پر بھی ناراض ہیں نیز لکھتے ہیں'' مصنف بریلوی نے اردو کتابوں کا سہارا لے کر تحقیق رفع یدین نقل کردی ہے اگر علم والے ہوتے تو دار قطنی کی عبارت لکھتے وقت امام دار قطنی کا فیصلہ بھی لکھ دیتے'' بحمدہ وبعونہ و بمنہ میں نے تو تقریباً تمام حوالے اصل عربی فارسی کتب سے دیکھ کر ہی لکھے ہیں ہاں البتہ ''چوروں کو سارے نظر آتے ہیں چور'' کے مطابق ''یا المومن کالمراۃ'' کے تحت آپ کو اپنی ہی تصویر نظر آئی ہے اور جو کچھ آپ نے کیا ہے

وہی دوسروں کو بھی سمجھ رہے ہیں باقی کسی بھی مسئلے کے مطالعے کیلئے اس مسئلے کے متعلق اردو کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی کوئی خلاف شروع واجب التعذیر جرم یا گناہ نہیں ہے کیا آپ حلفاً کہہ سکتے ہیں کہ یہ چند ورق سیاہ کرتے وقت آپ نے اس مسئلہ سے متعلق کسی بھی اردو کی کتاب کو ہاتھ نہیں لگایا۔

" فا ن لم تفعلوا و لن تفعلوا فا تقو النار "

رہ گئی بات فیصلہ نہ لکھنے کی تو ایک مختصر رسالے میں کیا ضرورت تھی ایک غلط بات کے نقل کرنے کی۔ کہ پھر اس کارد بھی لکھنا پڑتا۔ اس طرح مضمون طویل ہو جاتا۔ کیا باقی نقل کردہ دلائل کے ساتھ اس مختصر رسالے میں ایسی بحثیں شامل کی گئی ہیں، ہاں اب آپ کی تسلی کیلئے اس فیصلے پر بھی نظر ڈال لیتے ہیں۔ صاحب دار قطنی لکھتے ہیں۔ اس حدیث کے روایت کرنے میں محمد بن جابر اکیلا ہے اور وہ ضعیف ہے۔ تو جناب گزارش ہے کہ حافظ عسقلانی نقل فرماتے ہیں کہ ابو الولید فرماتے تھے کہ ہم محمد بن جابر سے حدیث نہ لے کر ان پر ظلم کرتے ہیں امام ابی حاتم اور ابو زرعہ فرماتے ہیں جس شخص نے یمامہ اور مکہ میں ان سے حدیث لی ہے تو ان احادیث میں وہ سچے ہیں البتہ ان کی احادیث میں اختلاط ہے (کیونکہ وہ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے) مگر ان کے اصول صحیح ہیں نیز امام ابی حاتم نے فرمایا ان کا مقام صدق کا مقام ہے اور مجھے ابن الہیعہ سے وہ زیادہ پسند ہیں (یاد رہے کہ غیر مقلدین حضرات ابن الہیعہ کی روات کو بڑی خوشی سے قبول کرتے اور بیان کرتے ہیں جس میں جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا رفع یدین کرنا بیان کیا گیا ہے لیکن تعجب ہے کہ اس سے بہتر راوی کی بھی روایت اگر ترک رفع یدین میں آجائے تو نہیں مانتے) اور امام ابن عدی نے فرمایا ان سے بڑے بڑے محدثین نے روایت کی ہے مثلاً ایوب، ابن عون اور محدثین کی ایک جماعت نے۔ اگر وہ سچے نہ ہوتے تو یہ بزرگ محدثین ان سے روایت نہ لیتے (تہذیب جلد ۹ ص ۸۹) محدث ترکمانی بھی لکھتے ہیں۔ ابن عدی فرماتے ہیں کہ جناب اسحاق بن ابی اسرائیل محمد بن جابر کو مشائخ کی ایک جماعت پر فضیلت دیتے تھے حالانکہ وہ مشائخ توثیق اور مرتبہ کے لحاظ سے محمد بن جابر سے افضل تھے (یعنی علم حدیث میں یہ ان بزرگوں سے بھی افضل تھے) اور ان سے بڑے بڑے محدثین نے روایت لی ہے جیسے جناب ایوب، ابن عون، ہشام بن حسان، سفیان ثوری، سفیان بن عینیہ، شعبہ اور دیگر بہت سے محدثین۔

اگر یہ ثقہ نہ ہوتے تو یہ محدثین ان سے روایت نہ لیتے (جوہر النقی جلد ۲ ص ۷۹ تعلیق المجلی ص ۳۰۵) نیز فرماتے ہیں (امام بخاری کے استاد) جناب فلاس نے کہا وہ سچے ہیں اور ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے (جوہر النقی جلد ۲ ص ۸۰) اور محدث سورتی فرماتے ہیں جناب اندلبی، ابن عدی اور ابو حاتم نے ان کو ثقہ کہا ہے (تعلیق المجلی ص ۳۰۵) نیز علامہ عسقلانی لکھتے ہیں۔ محمد بن جابر سچا ہے لیکن جب ان کی کتابیں ضائع ہو گئیں تو ان کا حافظ خراب ہو گیا اور اختلاف کا شکار ہو گئے اور نابینا ہو گئے اس کے باوجود امام ابو حاتم ان کو ابن الہیعہ پر ترجیح دیتے تھے (تقریب ص ۲۹۲) تو جب یہ راوی ثقہ اور صدوق ہے تو ان کی روایت بھی یقیناً صحیح اور قابل قبول ہو گی۔ البتہ حدیث میں اختلاط کا پایا جانا، اس کے متعلق محدثین فرماتے ہیں کہ اس سے کوئی ثقہ راوی روایت کرے اور اس کی روایت کو قابل عمل سمجھ کر اس پر عمل بھی کرے تو وہ حدیث اہل قبول اور صحیح ہو جاتی ہے اور اس روایت میں ان سے روایت کرنے والے جناب اسحاق بن ابی اسرائیل ہیں۔ جنکو حافظ الحدیث، ثقہ، مامون، عامل بالحدیث، عقل مند اور صدق کہا گیا ہے (تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ص ۳۵۷، امام عسقلانی فرماتے ہیں وہ تھے تو سچے لیکن خلق قرآن کے مسئلہ میں ان کی خاموشی کی وجہ سے ان کے متعلق کلام کیا گیا ہے (تقریب ص ۲۷) اور پھر جناب اسحاق بن اسرائیل ان کی بیان کردہ روایت پر عمل بھی فرماتے تھے (دار قطنی جلد ۱ ص ۲۹۵) ابن جوزی نے جو اس روایت کو موضوع کہا ہے اس مسئلہ پر تعلیق المجد ص ۳۳، مقدمہ اشعۃ للمعات ص ۲۲ و خطبہ موضعات کبیر بحوالہ منیر العینین ص ۱۰۷، شرح سفر السعادت ص ۹ اور شرح معانی الآثار جلد ۱ ص ۱۵۴ وغیرہ پر اس کا رد کیا گیا ہے کہ ابن جوزی اکثر صحیح اور حسن روایت کو بھی موضوع لکھ دیتے ہیں۔ علامہ ابن حجر نے کافی مقامات پر ان کا تعاقب کیا ہے بلکہ " تعقبات ابن جوزی " کے ان نام پر امام سیوطی نے بھی ایک کتاب لکھی ہے جس میں ابن جوزی کی موضوع کہی ہوئی روایات کو انہوں نے صحیح ثابت کیا ہے۔ اس لئے عسقلانی فرماتے ہیں کہ احادیث کو موضوع قرار دینے میں ابن جوزی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ ابن جوزی نے تو مسند امام احمد اور صحاح ستہ کی ۱۸۴ احادیث کو موضوع قرار دے دیا ہے۔ ان میں بخاری شریف کی احادیث بھی ہیں اور پھر راوی متہم بالکذب ہو۔ تو اس کی روایت کو موضوع کہہ سکتے ہیں لیکن محمد بن جابر پر یہ الزام تو بقول خواجہ خلیل ملتانی

صاحب کے آج تک کوئی بھی نہیں لگا سکا۔ پھر یہ روایت موضوع کیسے ہو سکتی ہے،

**" فا تقو الله یاا ولو الالباب"**

☆......خواجہ خلیل ملتانی صاحب جناب عباد بن زبیر کی روایت مرسل ہونے پر بھی پریشان ہیں، تو جناب گزارش ہے کہ اولاً تو مرسل حدیث بھی احناف کے نزدیک مقبول ہے بالخصوص قرون ثلاثہ کی مراسیل خصوصاً جب کہ ان کی تائید اور سندوں سے بھی ہوتی ہو، امام نووی فرماتے ہیں۔ امام مالک۔ امام ابو حنیفہ، امام احمد اور اکثر فقہاء مرسل حدیث سے احتجاج کرتے ہیں (نووی ص ۹) مقدمہ مشکوۃ میں شیخ عبدالحق دہلوی نے بھی لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک مرسل حدیث مطلق طور پر قابل قبول ہے لہٰذا یہ حدیث مرسل ہونے کے باوجود قابل قبول ہے کیونکہ اس مضمون کی تائید میں بہت سی صحیح احادیث اور آثار موجود ہیں اور پھر یہ روایت سند کے لحاظ سے بھی بہت اعلیٰ ہے۔ پہلے راوی تو خود امام بیہقی ہیں دوسرے امام حاکم ہیں تیسرے ابوالعباس محمد بن یعقوب ہیں امام ذہبی انہیں حافظ الحدیث، ثقہ، قابل اعتماد اور صدوق کہتے ہیں (تذکرۃ الحفاظ جلد ۳ ص ۵۹۳) چوتھے راوی محمد بن اسحاق ہیں۔ امام ذہبی نے انہیں نامور حافظ حدیث، محدث بغداد، پختہ کار صدوق، امام وقت، یحییٰ بن معین کی مثل، وسیع الروایات، دین میں پکے اور پابند سنت لکھا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ ص ۴۱۲) حافظ ابن حجر نے بھی انہیں ثقہ لکھا ہے۔ (تقریب ص ۲۸۹) پانچویں روای حسن بن ربیع ہیں۔ امام ذہبی نے ان کو، قابل اعتماد حافظ حدیث، ثقہ صالح، عبادت گزار، امام شافعی کے قابل اعتماد شاگرد لکھا ہے (تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ س ۳۴۵) حافظ عسقلانی نے بھی آپ کو ثقہ لکھا ہے (تقریب ص ۷۰) چھٹے راوی حفص بن غیاث ہیں، آپ بہت ثقہ ہیں اور بخاری ہے معتمد راوی ہیں۔ امام ذہبی نے بھی آپ کو حافظ الحدیث کہا ہے (تذکرۃ الحفاظ جلد ا ص ۲۳۳) حافظ عسقلانی نے ان کو قاضی، ثقہ اور فقیہ لکھا ہے (تقریب ص ۸۷) ساتویں راوی محمد بن یحییٰ ہیں، حافظ ابن حجر نے ان کو بھی سچا لکھا ہے (تقریب ص ۳۲۴) اور آٹھویں خود جناب عباد ہیں۔ تابعی کبیر ہیں۔ نیز جناب عباد بن عبداللہ بن زبیر کا ایک رفع یدین کرنے والے شخص کو اس سے منع کرنا اور یہ حدیث سنانا۔ ذب ذبابات الدراسات جلد اص ۲۱۷ پر بھی مذکور ہے۔

☆......آیت مبارکہ

**" قد افلح المو منون هم فی صلا تهم خا شعون"**

کی تفسیر جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی آپ فرماتے ہیں کہ خاشعون سے مراد وہ لوگ ہیں جو ..................نماز میں رفع یدین نہیں کرتے۔ اس پر خواجہ خلیل ساحب انکاری ہوئے اور مستدرک حاکم سے بزعم خود حسب شرط شیخین روایت بیان کر کے اس آیت کا اور طرح شان نزول بیان کرنے کی کوشش کی۔ تاکہ رفع یدین کے ترک کی کسی بھی تفسیر وحدیث پر ایمان نہ ہو سکے۔ جناب میں نے تفسیر ابن عباس ص ۲۱۲ سے اس آیت کی تفسیر بیان کی ہے اور جناب ابن عباس کے متعلق عصر حاضر کے محسن غیر مقلدین۔ مولوی عبدالغفور اثری خطیب سیالکوٹ اپنی کتاب ' ندائے یا محمد کی تحقیق '' کے صفحہ ۳۴ پر رقمطراز ہیں۔ اصول تفسیر میں یہ بات مسلم ہے کہ کسی آیت کے شان نزول یا مفہوم بیان کرنے میں صحابی کا قول حدیث مرفوع کی مانند ہی ہے امام حاکم فرماتے ہیں۔ امام بخاری اور امام مسلم کے نزدیک صحابی کی تفسیر مسند اور مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے (مستدرک جلد اص ۱۲۳) حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔ اکثر علماء کے نزدیک صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے (البدایہ جلد ۶ ص ۲۲۳)

امام سیوطی فرماتے ہیں۔ صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے (تدریب الراوی ص ۱۱۵) پھر صفحہ ۳۲ پر اثری صاحب لکھتے ہیں اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا الٰہی اس (عبداللہ بن عباس) تفسیر کا علم سیکھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ن فرمایا عبداللہ بن عباس قرآن مجید کے بہت اچھے مفسر تھے۔ آپ کی وفات پر جناب محمد بن حنیفہ نے فرمایا آج دنیا سے اس امت کا عالم ربانی اٹھ گیا (تذکرۃ الحفاظ ج اصفحہ ۱۸)۔ تمام صحابہ کرام میں فن تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس کا قول زیادہ وقعت اور اعتبار کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے (مگر آج تو اپنے مسلک کی نمک خواری میں ان کا قول بھی تسلیم نہیں کیا جا رہا) آپ کی شخصیت کو امت کا بزاز بردست اور تبحر عالم اور رئیس المفسرین مانا گیا ہے قرآن مجید کی تفسیر و معانی کی واقفیت کی مہارت کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ تعالیٰ اس کو دین کی سمجھ اور قرآن مجید کی تفسیر اور تاویل کی مہارت عطا فرما (احمد جلد اص ۳۲۸، مجمع الزائد جلد ۹ ص ۲۷۶، معجم صحابہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ قرآن مجید کا سب لوگوں سے زیادہ علم رکھنے والے تھے (البدایہ جلد ۸ ص ۳۰۰) علامہ ذہبی لکھتے ہیں وہ دین کے امام، علم کے سمندر اور بڑے عالم تھے (تذکرۃ الحفاظ جلد ص ۱۸) یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر فاروق ایسے محقق اور صاحب بصیرت بھی قرآن مجید کی تفسیر میں ان کی طرف مراجعت کرتے تھے (بخاری جلد ۲ ص ۷۴۳) تمام از ندائے یا محمد کی تحقیق ص ۲۷ مصنفہ مولوی عبدالغفور اثری غیر مقلد خطیب سیالکوٹ) تو جناب اولاً تو غیر مقلد عالم کی تحریر سے بھی ثابت ہو گیا کہ صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے اور پھر صحابہ میں سے وہ صحابی جن کو جناب رسول اللہ ﷺ نے تفسیر و تاویل، سنت و حدیث کی مہارت کی دعا دی تھی۔ وہ متبحر عالم، رئیس المفسرین حضور کی دعا کے فیض یافتہ مفسر کی تفسیر جو کہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے اس کو ہی مان لیں۔ کوئی بات نہیں، کبھی کبھی حق کی خاطر اپنی انا کو قربان کر لیا کریں۔ اللہ راضی ہوگا۔

پھر خواجہ صاحب لکھتے ہیں یہ قول بخاری مسلم کی صریح روایت کے خلاف ہے جناب کونسی روایت آج تک نہ آپ ثابت کر سکے ہیں اور نہ ہی ہمیں اس مسئلہ میں کوئی صحیح، صریح روایت مل سکی ہے ذرا "تحقیق رفع یدین" کے دوسرے باب کا ایک بار پھر مطالعہ کر لیں، جناب عبداللہ بن عمر کے ساتھ منسوب روایت کا ذکر پہلے گزر چکا ہے دوبارہ وہاں سے تسلی کر لیں۔ کیا ان غیر صحیح، غیر صریح غیر مرفوع، غیر مجروح روایات کے مقابلے میں سید المفسرین، صحابی رسول کی تفسیر کی کوئی وقعت نہیں ہوگی۔ "نعوذ با لله من ذالک" رہ گئی جناب عبداللہ بن عباس کے ساتھ منسوب رفع یدین والی روایت تو جناب اولاً تو جناب ابن عباس کی ابن ماجہ صفحہ ۶۲ والی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہر تکبیر پر رفع یدین کیا کرتے تھے۔ کیا آپ بھی جناب عباس کی صحاح ستہ کی روایت پر عمل کرتے ہوئے ہر تکبیر پر رفع یدین کرتے ہیں، نہیں کرتے۔ اور نہ ہی کریں گے، کیونکہ آپ کے مولوی آپ کو اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ آخر "اہل مولوی" ہونے کا بھی بھرم تو رکھنا ہے نا، ورنہ آپ کے پاس " فی کل تکبیر ۃ اور فی کل خفض و رفع" کے منسوخ ہونے کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے لیکن اس کے باوجود آپ اپنے مسلک، اہل مولوی پر قائم ہیں اور اغلباً تادم آخریں قائم رہیں گے۔ فیا للعجب

۔ نیز آپ کی روایت کے راوی عمر بن رباح کے متعلق شارح بخاری امام عسقلانی لکھتے ہیں متروک ہے اور بعض محدثین نے اس کو جھوٹا کہا ہے (تقریب ص ۲۵۳) امام نسائی نے اس کو متروک الحدیث کہا ہے (کتاب الضعفاء ص ۳۰۰) امام بخاری کے استاد عمرو بن علی الفلاس اس کو دجال کہتے ہیں۔ امام نسائی اور امام دارقطنی کہتے ہیں۔ متروک روایتیں بیان کرتا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں۔ ثقہ راویوں کے نام سے موضوع روایتیں بیان کرتا ہے۔ عقیلی فرماتے ہیں متروک الحدیث ہے (تہذیب جلد ۷ ص ۴۴۸) کیا آپ ہمیں ایسے دجال کذاب، متروک الحدیث، مفتری راوی کی موضوع روایت پر عمل کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ ہاں البتہ اس کے مقابلے میں جناب ابن عباس اور جناب ابن عمر کی صحیح اور قولی حدیث موجود ہے اس پر عمل کر لیں، آپ فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات مقامات کے علاوہ کہیں رفع یدین نہ کرو۔

۱......خانہ کعبہ کی زیارت کے وقت ۲......نماز شروع کرتے وقت

۳......صفا پر ۴......مروہ پر

۵......عرفات میں ۶......مزدلفہ کے وقوف میں

۷......رمی جمار کے وقت

مصنف ابن ابی شیبہ جلد جلد ۱ ص ۲۳۷، طبرانی کبیر جلد ۱۱ ص ۳۸۵، الادب المفرد وتعلیقاً) نیز جناب ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہ دس صحابہ جن کو حضور ﷺ نے ان کی زندگی ہی میں جنت کی بشارت دے دی تھی وہ سب بھی ابتدائے نماز کے علاوہ کہیں بھی دوبارہ رفع یدین نہیں فرماتے تھے (عینی شرح بخاری جلد ۵ ص ۲۷۲، شرح سفر السعادت ص ۶۶) اور امام ابن شیبہ نے سات مقامات والی حدیث بیان کرنے کے لیے باب باندھا ہے۔ من کان یرفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود یعنی صرف پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنے کی دلیل۔ یقیناً آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی پوری نماز میں صرف پہلی تکبیر کے ساتھ ہی رفع یدین کرتے تھے۔ تو کیا آپ معاذ اللہ اس کے خلاف روایت فرما سکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ آپ پر بہتان ہے۔ القصہ مختصر، جناب سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ صرف ابتدائے نماز میں ہی رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ اسی لیے حضور اکرم ﷺ کی اتباع میں آپ خود بھی رفع یدین نہیں کیا کرتے

تھے اور یہ رفع یدین کے نسخ کی بہترین دلیل ہے۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی حضور کی نماز کا طریقہ بغیر رفع یدین کے بیان فرمایا۔ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور اکرم ﷺ کا طریقہ نماز بغیر رفع یدین کے بیان فرمایا۔ جناب براء بن عازب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ صرف نماز شروع کرتے وقت ہی رفع یدین کیا کرتے تھے۔ جناب عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ صرف ابتدائے نماز ہی میں رفع یدین کیا کرتے تھے۔ جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور ﷺ کا طریقہ نماز بغیر رفع یدین کے ہی بیان فرمایا ہے اور جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی رفع یدین فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور ﷺ کی نماز کا طریقہ بغیر رفع یدین کے ہی بتایا ہے۔ جناب ابو حمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور ﷺ کی نماز کا طریقہ بغیر رفع یدین کے ہی بیان کیا ہے۔ جناب انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضور ﷺ کی نماز کا طریقہ بغیر رفع یدین کے ہی بیان فرمایا ہے۔ جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رفع یدین کے مقامات میں دوران نماز رفع یدین نہ کیا۔ جناب جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں جناب رسول اللہ ﷺ نے دوران نماز رفع یدین سے منع فرمادیا۔ یہ رفع یدین کے منسوخ ہونے کی پختہ دلیل ہے۔ صحابی رسول جناب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو رفع یدین کرتے دیکھا تو آپ نے فرمایا۔ اے شخص دوران نماز رفع یدین نہ کر کیونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو پہلے حضور اکرم ﷺ نے کیا پھر چھوڑ دیا یہ بھی دوران نماز رفع یدین کے منسوخ ہونے کی بہترین دلیل ہے۔ صحابی رسول نعلین پاک، آپ کا تکیہ اور آپ کے برتن کا پانی اپنے پاس رکھنے والے جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب تو جناب رسول اللہ ﷺ دوران نماز رفع یدین کرتے رہے آپ کی اتباع میں ہم بھی کرتے رہے اور جب آپ ﷺ نے چھوڑ دیا تو آپ کی اتباع میں ہم نے بھی چھوڑ دیا۔ یہ بھی دوران نماز رفع یدین کے منسوخ ہونے کی ایک مضبوط دلیل ہے۔ چنانچہ جناب عبد اللہ بن مسعود خود بھی دوران نماز رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے اور آپ کے تمام شاگرد تابعی نہیں کرتے تھے جناب سیدنا ابوبکر صدیق، جناب سیدنا عمر فاروق، جناب سیدنا عثمان ذوالنورین، جناب سیدنا علی المرتضےٰ، جناب سیدنا طلحہ بن عبید اللہ، جناب سیدنا زبیر بن عوام، جناب سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، جناب سیدنا سعد بن ابی وقاص، جناب سیدنا سعید بن زید، جناب ابوعبیدہ بن الجراح اور دیگر اہل علم صحابہ کرام کی ایک جماعت (بقول امام ترمذی) دوران نماز کہیں بھی رفع یدین نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اگر ان صحابہ کرام نے حضور اکرم ﷺ کو آخری وقت تک رفع یدین کرتے دیکھا ہوتا تو یہ اہل تقویٰ لوگ کبھی بھی سنت نبوی کو نہ چھوڑتے نیز پانچ سو صحابہ کی زیارت کرنے والے جلیل القدر تابعی جناب امام شعبی، حضور اکرم ﷺ کے زمانہ ظاہری میں پیدا ہونے والے ہزاروں صحابہ کی زیارت کرنے والے جلیل القدر تابعی جناب علقمہ بن قیس، عشرہ مبشرہ اور دیگر بہت سے صحابہ کی زیارت کرنے والے تابعی جناب قیس بن ابی حاتم، جناب عبد اللہ بن عمر اور جناب علی المرتضٰی سے روایت کرنے تابعی جناب خثیمہ جناب علی المرتضےٰ کے تمام شاگرد مشہور تابعین کرام جناب اسود بن یزید، جناب ابراہیم، جناب ابواسحاق، جناب عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ وغیرہم تمام ہی تمام نماز میں صرف ابتدا میں ہی رفع یدن کیا کرتے تھے اگر ان تابعین کرام نے صحابہ کو رفع یدین کرتے دیکھا ہوتا تو یہ اکابرین اسلام بھی ضرور کرتے۔ ۱۷۹ھ میں انتقال فرمانے والے امام مالک فرماتے ہیں کہ میں دوران نماز رفع یدین کو جانتا تک نہیں ہوں، ابن رشد مالکی نے ترک رفع یدین پر اہل مدینہ کا اجماع نقل کیا ہے جناب میمون مکی تابعی نے ایک شخص کو رفع یدین کرتے دیکھ کر تعجب کیا اور کہا کہ باقی لوگ تو اس طرح نہیں کرتے۔ خالد گرجاکھی نے جناب حسن بن ابوالحسن سے منسوب کر کے بلانکیر بیان کیا۔ کہ بعض لوگ رفع یدین کرتے ہیں اور بعض نہیں کرتے۔ بخاری مسلم کے معتمد راوی جناب ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں میں نے کسی ایک فقیہ کو بھی نہیں دیکھا جو ابتدائے نماز کے علاوہ کہیں بھی رفع یدین کرتا ہو، ان مقتدر تابعین کرام کا رفع یدین نہ کرنا اس بات کی یقینی دلیل ہے کہ جن صحابہ کرام کو انہوں نے دیکھا تھا وہ بھی رفع یدین نہیں کرتے تھے ورنہ یہ خیر القرون کے لوگ کبھی ان کا خلاف نہ کرتے اور ان صحابہ کرام کا حضور ﷺ کے وصال شریف کے بعد رفع یدین نہ کرنا بھی اس بات کی پختہ اور یقینی دلیل ہے کہ یہ عمل بعد میں منسوخ ہو گیا تھا اور جناب رسول اللہ ﷺ نے آخر وقت تک رفع یدین پر عمل نہیں فرمایا تھا ورنہ امت میں ایمان وایقان کا میزان

یہ صحابہ کرام کی جماعت کبھی بھی حضور اکرم ﷺ کی سنت متواترہ کو نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ لہذا ثابت ہو گیا کہ دوران نماز کا رفع یدین سنت تو ہے لیکن سنت منسوخہ ہے پہلے پہلے اس پر عمل ہوتا رہا بعد میں حضور اکرم ﷺ نے خود بھی یہ عمل چھوڑ دیا اور صحابہ کو بھی منع فرما دیا۔ اسی لئے آپ کے وصال شریف کے بعد صحابہ کرام نے اور صحابہ کرام کے شاگردوں تابعین عظام نے بھی رفع یدین نہیں کیا تھا۔ لہذا آج بلکہ قیامت تک کے اہل ایمان کو چاہیے کہ وہ " **ما انا علیه و اصحابی اور علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین**" کے مطابق صرف ابتدائے نماز میں ہی رفع یدین کریں نیز فرمان نبوی۔ " **اسکنوا فی الصلوٰة** " کے مطابق دوران نماز میں مکمل عاجزی اور سکون کے ساتھ کھڑے رہا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہے اور آخرت میں ہمارا حشر پیارے محبوب کریم ﷺ کے خادموں اور غلاموں میں فرمائے۔ آمین.....یارب العالمین'

☆..........☆☆☆..........☆

## بازارِ لاثانی

غلام مصطفےٰ مجددی ایم اے

تعالی اللہ کیا ہے، رونق بازار لاثانی
جہاں پہ بٹ رہی ہے دولتِ بیدارِ لاثانی
مرے جیسے غریبوں کا سہارا ہیں مرے آقا
میرے جیسے غلاموں کی شفا، دربارِ لاثانی
جو آیا دامن دل لے کے، اس کا بھر دیا دامن
وہ کردارِ نبی کا فیض ہے کردارِ لاثانی
مجھے منزل سے کیا کھٹکا، مجھے رہزن کا کیا خطرہ
مجھے رستہ دکھاتا ہے مرا سالارِ لاثانی
مرے قدموں پہ بوسہ زن ہوئی گردش دنیا
مری نظروں میں ہے تیرا درِ ضوبارِ لاثانی
مرے دل کو بھی دولت بخش دے دیدار مولا کی
مرے دلبر، اے میرے دلربا، دلدارِ لاثانی
غلام زار کے غم دور ہوتے ہیں تیرے در پہ
بفیضِ نقشِ لاثانی، مرے غمخوارِ لاثانی

# جہان کتاب

........غلام دستگیر احمد

### ☆......جشن میلاد النبی:

یہ کتاب حضرت علامہ مولانا غلام مرتضےٰ ساقی مجددی نے تحریر فرمائی ہے۔ جس میں مخالفین اہلسنت کے تمام عقلی اعتراضات اور شبہات کا مدلل جواب دیا گیا ہے۔ کتاب کے تمام موضوعات قرآن و حدیث کے روشن دلائل سے مزین ہیں۔ حضور سرور عالم ﷺ کی حیات برزخی کے بارے میں بھی مضمون شامل ہے۔ آخر میں وہابی مذہب کی تاریخ اس مذہب کے اکابر کی تحریروں سے بیان کی گئی ہے۔ کتاب کا انداز مناظرانہ اور طلباء کیلئے یکساں مفید ہے۔

ہدیہ 100 روپے

ملنے کا پتہ:.....مکتبہ چشتیہ قادریہ گوجرنوالہ۔

### ☆......سر الاسرار:

یہ کتاب حضور پرنور ﷺ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ' اشجات مبارکہ پر مشتمل ہے۔ جس کا ترجمہ حضرت مولانا محمد منشاء تابش قصوری نے فرمایا ہے۔ کتاب میں حکمت معرفت کے جہان آباد ہیں اور سالکین راہ کیلئے خزانے موجود ہیں، کتاب کا مطالعہ کرنے والا یقیناً حضرت قادریت مآب رضی اللہ عنہ' کے فیضان کرم سے مالا مال ہوتا ہے۔

ہدیہ 60 روپے۔

ملنے کا پتہ:.........مکتبہ قادری رضوی، لاہور

### قرآن کا تصور نبوت و ولایت:

یہ کتاب مولانا غلام مصطفےٰ مجددی نے تحریر کی ہے۔ جس میں صرف قرآن پاک کی روشنی میں نبوت و ولایت کے مقامات و کمالات کو بیان کیا گیا ہے، یہ کتاب نبوت و ولایت کے بارے میں انسان کی فکر رہنمائی کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ اور بہت س ءشبہات کو دور کرے گی کتاب کے آخر میں موجودہ خانقاہی نظام کے زوال کے اسباب بھی بیان کئے گئے ہیں۔ اور ان کا بہت عرق ریزی سے تجزیہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مصنف کے مشاہدے کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ہدیہ: 100 روپے، ملنے کا پتہ مکتبہ قادری رضوی گنج روڈ لاہور۔

# یہ ہے ہمارا تابناک ماضی

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی نظم شکوہ سے انتخاب

کاش! صدر صاحب اس کا مطالعہ کریں

بس رہے تھے یہیں سلجوق بھی، تورانی بھی
اہل چیں چین میں، ایران میں ساسانی بھی
اسی معمورے میں آباد تھے یونانی بھی
اسی دنیا میں یہودی بھی تھے، نصرانی بھی
پر ترے نام پہ تلوار اٹھائی کس نے؟
بات جو بگڑی ہوئی تھی وہ بنائی کس نے؟

تھے ہمیں ایک ترے معرکہ آراؤں میں
خشکیوں میں کبھی لڑتے، کبھی دریاؤں میں
دی اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں
شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی

ہم جو جیتے تھے، تو جنگوں کی مصیبت کیلئے
اور مرتے تھے ترے نام کی عظمت کیلئے
تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کیلئے
سربکف پھرتے تھے کیا دہر میں دولت کیلئے؟
قوم اپنی جو زر و مال جہاں پر مرتی
بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی؟

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے
تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے، ہم توپ سے لڑ جاتے تھے
نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

تو ہی کہہ دے کہ اکھاڑا در خیبر کس نے؟
شہر قیصر کا جو تھا، اس کو کیا سر کس نے؟
توڑے مخلوق خداوندوں کے پیکر کس نے؟
کاٹ کر رکھ دیئے کفار کے لشکر کس نے؟
کس نے ٹھنڈا کیا، آتش کدہ ایراں کو؟
کس نے پھر زندہ کیا تذکرہ یزداں کو؟

کون سی قوم فقط تیری طلبگار ہوئی؟
اور تیرے لئے زحمت کش پیکار ہوئی؟
کس کی شمشیر جہانگیر، جہاندار ہوئی؟
کس کی تکبیر سے دنیا تری بیدار ہوئی؟
کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے؟
منہ کے بل گر کے ہو اللہ احد کہتے تھے

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

محفل کون و مکاں میں سحر و شام پھرے
مے توحید کو لے کر صفت جام پھرے
کوہ میں دشت میں لے کر ترا پیغام پھرے
اور معلوم ہے تجھ کو کبھی ناکام پھرے؟
دشت تو دشت ہیں، دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

## مناظرہ جپیاں والا تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد

دیو بندیوں کی عبرتناک شکست اور اہلسنت و جماعت کی

# عظیم الشان فتح مبین

امام المناظرین علامہ عبدالتواب صدیقی نے ۱۲ دیو بندی مولویوں کے چھکے چھڑا دیئے

گذشتہ دنوں موضع جپیانوالا میں اسلام آباد سے آئے ایک دیو بندی ملاں مولوی ابوغلام اللہ صادق کوہاٹی آیا اور حسب عادت لوگوں کے سامنے اپنے مذہب کو سچا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے سنیوں کو مناظرے کا چیلنج دیا جس کو سنیوں نے قبول کیا اور ۲۰ جنوری ۲۰۰۳ء بروز پیر کے دن بارہ بجے کا وقت مقرر کیا۔ سکول کی عمارت میں دونوں طرف سے آئے ہوئے علماء کو بند کمرے میں بٹھا دیا گیا اور سپیکر کے ذریعے آواز عوام کو سنانے کا اہتمام کیا گیا۔ دیو بندیوں کی طرف سے مولوی یونس نعمانی صدر اور مولوی صادق کوہاٹی کا مناظر مقرر کیا جبکہ اس کے ساتھ دس مولوی اور موجود تھے۔ اہلسنت و جماعت کی طرف سے مولانا انوار قادری صدر اور امام المناظرین مناظر ابن مناظر اعظم حضرت علامہ پیر محمد عبدالتواب صدیقی کو مناظر مقرر کیا گیا۔ مناظر ابن مناظر اعظم کو دیکھ کر دیو بندی مولویوں کی پہلے ہی ہوائیاں اڑ گئیں تھیں اس لئے انھوں نے شرائط مناظرہ طے کرنے بمع دس مولویوں کے مل کر بہت شور مچایا۔ بات بڑھا کر جھگڑا فساد کرنے کی کوشش کی تاکہ بات بڑھ جائے لڑائی ہو اور ہماری جان چھوٹ جائے مگر مناظر ابن مناظر اعظم نے کمال بردباری سے کام لیتے ہوئے اور وقت کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے ایک گھنٹے کی جدو جہد کے بعد شرائط طے کرلیں مناظرہ شروع ہوا تو امام المناظرین نے اپنی پہلی تقریر میں قرآن پاک کی گیارہ آیتوں سے اپنا دعوی یعنی نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالی نے علم غیب عطا فرمایا ثابت کیا جس کو سن کر سامعین داد تحسین دیتے رہے (جس کی تفصیل آڈیو اور ویڈیو کیسٹ میں موجود ہے جو سنی اور دیکھی جاسکتی ہے)۔ دیو بندی ملاں کوہاٹی نے اٹھ کر تقریر شروع کی تو لوگوں نے ابتداء سے ہی محسوس کرلیا کے امام المناظرین علامہ التواب صدیقی سے مقابلہ کرنا اس کے بس کی بات نہیں ہے، چاہیے تو یہ تھا کہ وہ علامہ صاحب کے دلائل قرآنیہ کا جواب دیتا اور بات کرتا مگر اس کے حواس باختہ ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ اس نے آپ کے دلائل کا ذکر تک نہیں کیا اور خطبہ کے بعد کہنے لگا مولانا لاہوری نے اپنے موقف پر ایک دلیل بھی نہیں دی لوگ سن کر ہنس پڑے کہ گیارہ قرآن کی آیتیں پڑھی ہیں اور یہ کہتا ہے کہ ایک بھی دلیل نہیں دی پھر یوں کہنے لگا کہ قرآن میں دکھاؤ کہ جہاں لفظ علم بھی ہو اور غیب بھی اور علم کی اضافت غیب کی طرف ہو اور مراد اس سے حضور ﷺ ہوں، یہی میرا مطالبہ ہے مولانا لاہوری ثابت کریں۔ خدا کی قسم زمین پھٹ سکتی ہے آسمان ریزہ ریزہ ہوسکتا ہے قیامت آسکتی ہے مگر علم اور غیب دونوں لفظ ایک ساتھ ہوں اور مراد اسے نبی کریم ﷺ ہوں، مولانا لاہوری یہ ثابت نہیں کرسکتے۔ اور آخر میں تفسیر مدارک کا حوالہ دیتے ہوئے کہنے لگا کہ حضرات دیکھئے کہ مولانا لاہوری کہتے ہیں کہ حضور کو ہر چیز کا علم ہے مگر یہ حنفی تفسیر ہے مولانا نے جو آیت پڑھی اس کے تحت لکھتے ہیں،" لعلم بعض الغیب" یعنی اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو بعض غیب دیا ہے۔ امام لمناظرین کی باری آئی تو آپ کا خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا حضرات میرا تو خیال تھا کہ کوہاٹی صاحب کچھ وقت نکالیں گے مگر یہ تو پہلی ہی تقریر میں ٹھپ ہوگیا ہے اور اس نے اپنی شکست کا خود اقرار کرلیا ہے۔ مگر اس سے پہلے میں اس کا مطالبہ پورا کردوں اس نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ خدا کی قسم زمین پھٹ سکتی ہے آسمان ریزہ ریزہ ہوسکتا ہے مگر لاہوری صاحب علم اور غیب دونوں لفظ اکھٹے ہوں اور اس سے مراد نبی کریم ﷺ ہوں نہیں ثابت کرسکتے۔ آیئے حضرات میں اپنے اس دعوے کو پھر سے ثابت کرتا ہوں میں نے اپنی پہلی تقریر میں گیارہ آیتیں پڑھیں اور اس حضور اکرم ﷺ کا علم غیب ثابت کیا مگر اس کے شاید کان بند تھے اس کو سنائی نہیں دیا۔

# شیر کی للکار

آپ نے شیروں جیسی گرجدار آواز میں للکارتے ہوئے فرمایا، او مولوی کوہاٹی سن! قرآن پاک کی سورۃ النساء رکوع نمبر ۱۴ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " و علمک ما لم تکن تعلم " ترجمہ: اے محبوب آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے آپ کو سب کچھ سکھادیا۔ اور اس کے تحت تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے " من علم الغیب ما لم تکن تعلم " اے محبوب علم غیب جو آپ نہیں جانتے نہیں تھے آپ کو سکھادیا اور حوالہ نمبر ۲ تفسیر خازن میں ایسے ہی الفاظ مذکور ہیں۔ آیئے اب دوسری آیت سنیئے قرآن پاک کی سورۂ جن رکوع نمبر ۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " فلا یظهر علیٰ غیبه احدا الا من ارتضی من رسول " ترجمہ: اللہ عالم غیب ہے پس نہیں ظاہر کرتا وہ علم غیب کو کسی ایک پر مگر رسولوں میں جس پر راض ہو جائے۔ اور علامہ صدیقی صاحب نے زوردار آواز میں فرمایا کہ مولوی کوہاٹی صاحب سنو! بلیغ کلام کا یہ دستور ہے کہ ایک اسم یا مرکب جب کلام میں ذکر کر دیئے جاتے ہیں پھر دوبارہ اس کو ذکر کرنے کی بجائے اس کی طرف ضمیر عائد کی جاتی ہے۔ تو " فلا یظهر علیٰ غیبه احدا الا من ارتضی من رسول " کا یہ ترجمہ ہے اپنا علم غیب رسولوں کے سوا کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ لیجئے قرآن کریم علم اور غیب دونوں لفظ اکھٹے ہوگئے اور اس سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ اگر اب بھی یقین نہیں آتا تو تفسیر ابن جریر طبری دیکھئے علامہ طبری کاتب وحی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول تحریر کرتے ہوئے کہتے ہیں " عن ابی عباس قوله فلا یظهر علیٰ غیبه احدا الا من ارتضی من رسول فاعلم الله سبحانه الرسل من لاغیب " حاضرین آپ نے دیکھ لیا میں ان کا مطالبہ علم غیب دونوں لفظ اکھٹے ہوں دکھادیا جس کے بعد دیوبندی مولویوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔ (اور یہ مطالبہ دیوبندی کافی دیر سے کر رہے تھے مناظر ابن مناظر اعظم نے آج پوری دیوبندیت کا ناطقہ بند کر دیا ہے اور دنیاء دیوبندیت کے دانت کھٹے کر دیئے) اور آیئے میں کوہاٹی صاحب کی تقریر کو دوبارہ سامنے لاتا ہوں جس میں انہوں نے خود اپنی زبان سے شکست کرلی ہے انہوں نے اپنی تقریر میں خود تفسیر مدارک کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ایک حنفی مفسر لکھتا ہے کہ اس آیت میں بعض علم غیب ہے اور عبارت بھی پیش کی یہاں سے مراد بعض علم غیب ہے اب ہم حنفی مفسر مانیں یا مولانا لاہوری کو مانیں۔ مولانا لاہوری جھوٹا ہے حنفی مفسر سچا ہے۔ (کوہاٹی کے الفاظ ریکارڈنگ میں موجود ہیں)۔ علامہ عبدالتواب صدیقی صاحب نے کمال ذہانت اور فضل خداوندی سے گرفت کرتے ہوئے فرمایا مولوی کوہاٹی صاحب! شرائط میں آپ نے موضوع مقرر کیا ہے علم غیب وہاں آپ نے کلی اور جزئی کا ذکر نہیں کیا لہٰذا بعض علم غیب کا آپ اقرار کر چکے ہیں جو علم غیب رسول ﷺ ثابت ہوگیا۔ اپنی بات پر ثابت قدم رہیں انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ آڈیو ویڈیو کیسٹ موجود ہیں انکار کی صورت میں ابھی ریورس کر کے سنادوں گا اب اس ذلت آمیز شکست جس کا آپ اپنی زبان سے خود اقرار کر چکے ہیں لکھ کر دینی ہوگی۔ ہاں اگر اب آپ حضور ﷺ کے علم عطائی کلی پر بات کرنا چاہتے ہیں تو آیئے دوسرا مناظرہ شروع کریں (لیکن دوسرا مناظرہ شروع کرنے کی ان میں سکت کہاں وہ تو روسیاہ ہو کر مبہوت ہو چکے تھے)۔ علامہ صاحب نے فرمایا! مولوی کوہاٹی آج آپ کو اس ذلت آمیز شکست کی تحریر دیئے بغیر یہاں سے نہیں جانے دیا جائے گا۔ علامہ صدیقی صاحب نے برستے ہوئے فرمایا کہ مولوی کوہاٹی صاحب اب پتہ چلا کہ عبدالتواب کے ساتھ مناظرہ شروع کرنا کیسا ہے ایک سے دوسری تقریر میں بھی نہیں چلنے دیا خداوند ذوالجلال نے تمہیں اپنی زبان سے اقرار کروا کر سب کے سامنے ذلیل کر دیا، اس کے ساتھ آئے ہوئے مولوی اپنے مولوی کو شکست سے بچانے کیلئے پھر سے شور مچانے لگے اور مناظر اہلسنت کو گالیاں دینے لگے۔ آپ نے فرمایا میرے قرآنی دلائل کا جواب دو۔ گالیاں دو گے تو لوگ یہ بھی دیکھ لیں گے کہ علامہ عبدالتواب صدیقی نے اپنے نبی کریم ﷺ کی سنت مطہرہ پر عمل کرتے ہوئے قرآن پڑھ رہا اور دیوبند ملاں لاجواب ہو کر اپنے آقاؤں اور مشرکین مکہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے گالیاں دے رہے ہیں۔ دیوبندی خود اپنے مولوی کو کہنے لگے کہ تو نے ہمارے مذہب کو جھوٹا بنادیا اور ہمیں ذلیل کر دیا اب خدارا لکھ کر کچھ نہ دینا ورنہ ہم منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ آخر کار علاقہ کے ناظم آئے اور انہوں نے کہا اب مناظرہ تو ختم ہوگیا ہے آپ ان سے تحریر کا مطالبہ میرے کہنے پر چھوڑ دیں کیوں کہ آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ ہو چکی ہے لوگ اسی کو سن کر اعتراف حقیقت کرلیں گے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو چکا ہے مزید اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ علاقہ کی معزز شخصیت حضرت پیر سید شعیب شاہ صاحب اور علاقہ کے ناظم نے پہلے دونوں صدور کا باہر نکالا اور دونوں مناظرین کو دروازے کے باہر چھوڑا۔ عوام اہلسنت اپنے مناظر امام المناظرین حضرت علامہ عبدالتواب صدیقی صاحب کو فاتحانہ انداز میں لے کر گئے اور گلے میں ہار ڈال کو گاؤں کا چکر لگوایا۔ لوگوں نے آپ کو پھولوں کے ہار پہنائے مبارک بادیں دیں اور مٹھائیاں تقسیم کیں

## دیوبندی ملاں کا منہ کالا ہو گیا

دوسری طرف شکست زدہ مولوی صادق کوہاٹی جو "فبہت الذی کفر" کا منظر بنا ہوا تھا اپنے دیوبندی عوام سے لعنتیں کھاتا ہوا چلا گیا۔اب بھی گواہ موجود ہیں کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اور اس کا منہ کالا ہو گیا۔لوگ صدیقی صاحب سے پوچھنے لگے تو آپ نے پھر قرآن پاک پڑھ دیا "یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ" مناظرے کے بعد دیوبندی مناظر صادق کوہاٹی پر مسلسل دل کے دورے

**رپورٹ:** (مناظرے کا عینی شاہد)...........حافظ محمد آصف تبولی

**نوٹ:** مناظرہ کی ویڈیو اور آڈیو ریکارڈنگ حاصل کرنے کیلئے بزم چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں سے رابطہ کریں۔

**المشتہر:** ابوالفیض نعت مرکز خانقاہ ڈوگراں

## ایک عظیم شہزادے کی تشریف آوری

قدوۃ السالکین، فخر المقربین حضرت پیر سید نورالحسن شاہ صاحب بخاری کیلانی (حضرت کیلیا نوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ) خلیفہ اعظم عارف حقانی قطب ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شیر ربانی قدس سرھا النورانی کے اسم گرامی سے کون ناواقف ہوگا۔آپ کی اولاد امجاد میں سے ایک نوعمر شہزادے یعنی حضرت مخدوم صاحبزادہ ''سید علی سجاد حیدر'' شاہ صاحب بخاری کیلانی سلمہ ربہ، نقش لاثانی پبلک سکول سیالکوٹ میں شیران اسلام کے مرکزی رہنما قبلہ علامہ قاری خالد محمود مدظلہ کی استدعا پر حافظ محمد ظفر ندیم صاحب مہتمم (سکول) کے والد ماجد قبلہ سیٹھ حاجی عبدالغنی مرحوم کے سالانہ ختم شریف کی تقریب سعید میں شرکت کیلئے تشریف فرما ہوئے۔قبلہ صاحبزادہ صاحب نے دین، مسلک، موجودہ زمانے میں تبلیغ کی ضرورت اور اس کے تقاضے وغیرہ عنوانات پر جن زریں خیالات کا اظہار فرمایا حقیقت یہ ہے کہ کہنہ سال اور جہاندیدہ حاضرین بھی دنگ رہ گئے۔حضرت موصوف نے شیران اسلام کے مقاصد سے مکمل اتفاق فرمایا اور ''الحقیقہ'' کی ایک سو کاپیاں اسی وقت وصول فرما کر مبلغ ایک ہزار عطا فرما دیئے

ایک دو دن کے بعد یہی قافلہ فخر طریقت پاسبان شریعت حضرت مخدوم قبلہ صاحبزادہ میاں ابوبکر صاحب سجادہ شیر ربانی دامت وبرکاتہم العالی کی خدمت بابرکت میں شرقپور شریف حاضر ہوا۔شرقپور کے تاجدار مدظلہ نے اپنے مرید باصفا صاحبزادہ علی سجاد حیدر کیلانی صاحب کی بڑی حوصلہ افزائی فرمائی، شیران اسلام اور الحقیقہ کے مقاصد کو سراہا اور ہر طرح سے تعاون، سرپرستی کا یقین دلایا۔قاری خالد محمود صاحب کے بیان کے مطابق الحقیقہ کی ایک سو موجودہ مذکور کاپیاں اور پچاس میلاد نمبر بھی ہاتھوں ہاتھ نکل گئے۔

ہماری دعا ہے اس قسم کے بزرگوں کا سایہ اہل سنت کے سروں پر قائم ودائم رہے اور اسلام جو بظاہر اس وقت کسمپرسی کی حالت میں نظر آتا ہے، ان کے نفوس قدسیہ کی بدولت پھر مشرق ومغرب میں چھا جائے......آمین!

سگ بارگاہ حضور نقش لاثانی

......آسی

# اے گنبد خضرا

پروفیسر محمد حسین آسی

یہ اشعار مسجد نبوی میں لکھے گئے (۲۱ ذیقعد ۱۴۲۰ھ ۲۸ فروری ۲۰۰۰ء)

اے گنبد خضرا مری آنکھوں میں سما جا
ہاں دل میں اتر آ، مرے افکار پہ چھا جا
میں تیری زیارت کیلئے دور سے آیا
تو میری امیدوں کا، مرادوں کا ہے مایہ
عرفانِ حقیقت کی تجلی یہاں بھر دے
روشن مرے سینے میں نیا طور ہی کر دے
تشکیک کا درماں ہے ترا ایک نظارہ
وسواس کی ظلمات کا کرتا ہے تو چارہ
تو دونوں جہانوں کی امیدوں کا سہارا
فردوس بکف ہے ترے جلوے کا نظارہ
الحق تو ہے عرفان کا سب سے بڑا مرکز
توحید کے اعلان کا سب سے بڑا مرکز
ہر ذرہ ترا آنکھ ہے، ہر ذرہ ترا کان
ہر ذرہ ترا زیست کی، ادراک کی ہے جان
واللہ تو ہے عرش کی آنکھوں کا بھی تارا
کعبہ ترے دیدار کی چاہت کا ہے مارا
مجھ کو بھی ترا شوق ہے اے گنبد خضرا
مجھ کو بھی عطا کردے کوئی دیدہ بینا
جب دیکھوں تجھے، دیکھنے کا شوق ہوا فزوں
اس دید سے ہو دید میں کچھ اور اضافہ
بن جاؤں میں یوں دید کہ مٹ جائے قیافہ
یوں دید سراپا ہوں کہ اٹھ جائیں حجابات
اور سامنے آنکھوں کے ہو سرکار کی خود ذات
پھر اذن قدمبوسی ہو آقا کی طرف سے
سرشار رہے آسی سدا ایسے شرف سے

MUJALLA.TUL.HAQIQA
REDG.NO. C.P.L.590